

”اور جب مومنوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے وہ لشکر دیکھے تو کہنے لگے یہ تو وہی ہے جس کا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ نے اور اُس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا، اور اس چیز نے اُن کے ایمان اور تسلیم میں اضافہ ہی کیا۔

انہی اہل ایمان میں سے کچھ ہیں جو سچے ثابت ہوئے اُس میں جو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا، پس اُن میں سے بعض اپنی نذر پوری کر چکے اور کچھ ابھی (موقعے کے) انتظار میں ہیں، اور انہوں نے (اپنے اقرار کو) ذرا نہیں بدلا۔“

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو اگر یہ فضیلت حاصل ہے کہ انھوں نے اپنی بیٹیاں رسول مکرم ﷺ کے عقد میں دے دی تھیں تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو یہ مقام و مرتبہ حاصل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ان کے عقد میں یکے بعد دیگرے اپنی دو بیٹیاں دی تھیں: ①..... سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ②..... سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا

سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی عظمت و فضیلت کے لیے اگرچہ یہی بات کافی ہے مگر انھیں اس کے علاوہ بھی کئی ایک فضیلتیں حاصل ہوئیں اور خدمت دین کے بڑے بڑے مواقع انھوں نے آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ لیے۔

مثلاً: مسجد نبوی کے لیے جگہ خرید کر دی۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جیش الغمرہ تیار کیا، اسی طرح مسلمانوں کی ضروریات اور مشکلات کا لحاظ رکھتے ہوئے بھی انھوں نے اسلامی اخوت اور بھائی چارے کی شان دار مثالیں قائم کیں۔ جیسے ”رومہ“ کا کنواں ۳۵ ہزار درہم میں خرید کر اُسے مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا جب کہ اس کا سابقہ مالک اس کا پانی بیچا کرتا تھا۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی شادی کے موقع پر ان سے جو تعاون کیا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے کہ پہلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُن کی زرہ قیمتاً خرید لی پھر وہی زرہ انھیں تحفے کے طور پر پیش کر دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک موقع پر اپنا سارا تجارتی ساز و سامان اہل مدینہ کے لیے وقف کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ ان کا بہت حیا کرتے اور فرماتے کہ جس کا حیا آسمان کے فرشتے کرتے ہیں بھلا میں اُس کا حیا کیوں نہ کروں؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ (اپنے تینوں رفقاء) ابو بکر، عمر اور عثمان (رضی اللہ عنہم) کے ساتھ اُحد پہاڑ پر چڑھے تو وہ لرزے لگا، آپ ﷺ نے اپنے قدم (مبارک) سے اُسے ضرب لگاتے ہوئے فرمایا:

« اُسْكُنْ أَحَدًا فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، وَصِدِّيقٌ، وَشَهِيدَانِ » [صحیح بخاری، رقم: ۳۶۹۹]

”اُحد! رُک جاؤ، تمہارے اوپر نبی (ﷺ)، ایک صدیق (رضی اللہ عنہ)، اور دو شہید ہی تو ہیں۔“

اللہ، اللہ! کیا عظیم رفاقت اور صحبت تھی؛ کون اس پر قربان نہ جائے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ انھیں اللہ کے رسول ﷺ نے ایک ہی جگہ کھڑے سات مرتبہ جنت کی بشارت سنائی اور یہ اعزاز و امتیاز اُور کسی کو حاصل نہیں ہوا۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھئے کہ اس قدر عظمت و رفعت حاصل ہونے کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب قبرستان سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ یعنی قبر اور برزخ کی فکر اور خوف اس قدر شدید تھا۔ رضی اللہ عنہ و أَرْضاه

[حافظ عبد الوحید]

فہرست

1		جواہر پارے
2	(حافظ عبدالوہید)	کلمہ طیبہ
5	(حافظ احمد شاکر)	اداریہ
7	(حافظ عبدالوہید)	درس قرآن
11	(پروفیسر سعید محبتی سعیدی)	درس حدیث
15	(ماخوذ از: مولانا عبدالسلام)	اخذ و اقتباس
20	(مولانا محمد ارشد کمال)	مضامین و مقالات
26	(ابوعمار عبدالرحمن ملتستانی)	عقائد و ایمانیات
28	(مولانا محمد رفیق اثری)	شخصیات
30	(محمد سلیم چنیوٹی)	احوال و وطن
32		فہرست کتب
35		شعر و ادب
		سیدنا عثمان بن عفانؓ
		جسد واحد بنیے
		سورة البقرة.....(۲)
		اسلامی آداب معاشرت
		آداب فتاویٰ.....(۴)
		اسلامی مہینے اور ان کا تعارف.....(۴)
		مشکل وقت میں کس کو پکارنا چاہیے؟
		حضرت مولانا عبدالعزیز کو موئیؒ
		اجتماعی ذمہ داری
		فہرست کتب
		کلام اللہ کے فضائل و محامد.....(۴)

من الكتاب

لَوْ	أَرَادَ	اللَّهُ	أَنْ	يَتَّخِذَ	وَلَدًا	لَّا صُطْفَى	مِمَّا (مِنْ + مَا)	يَخْلُقُ
اگر	ارادہ کیا	اللہ	کہ	پکڑے	بیٹا	البتہ چن لیا	اُس میں سے جو	وہ پیدا کرتا ہے
مَا	يَشَاءُ	سُبْحَنَهُ (سُبْحَانَ + ه)	ط	هُوَ	اللَّهُ	الْوَّاحِدُ	الْفَهَّارُ	
جو	چاہتا ہے	پاکیزگی اُس کی	وہ	اللہ	اکیلا	انتہائی زبردست		

”اگر اللہ کسی کو اولاد بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا، وہ (اولاد اختیار کرنے سے) پاک ہے، وہ اللہ تو اکیلا انتہائی زبردست ہے۔“ [الزمر ۳۹: ۴]

من الحكمه

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْهَرْجُ» قَالُوا: وَمَا الْهَرْجُ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: «الْقَتْلُ الْقَتْلُ»

[مسلم: ۷۲۵۷]

”قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ہرج بڑھ جائے۔ لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل، قتل۔“

عیادت کے وقت مریض کے لیے دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص کسی مریض کی عیادت کے دوران اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات کہے:

«أَسْأَلُ اللَّهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيكَ»

”میں عظمت والے اللہ عرش عظیم کے رب سے سوال کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفاء عطا فرمائے۔“

اگر اس کی وفات کا وقت نہیں آیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے اس بیماری سے عافیت عطا فرمائے گا۔“ [ابوداؤد: ۳۱۰۶]

جسد واحد بنے

حافظ احمد شاکر

اداریہ

پاکستان میں آئے روز بم دھماکے ہوتے رہتے ہیں۔ سوات، وزیرستان اور بلوچستان میں بم دھماکے یا خودکش حملے روزمرہ کا معمول بن چکا ہے۔ کچھ عرصہ قبل سمجھوتہ ایکسپریس میں خونی دھماکہ ہوا، اب تازہ ترین میریٹ ہوٹل کا انتہائی خطرناک اور ہولناک دھماکہ اور کراچی میں تو آئے روز کسی نہ کسی عنوان پر قتل و غارت کے حادثے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ ان دھماکوں میں بھارت کے ملوث ہونے کا کبھی کبھار مدہم سروں میں تذکرہ ہوتا رہا اور افغانستان میں اس کے تربیتی کیمپوں کی موجودگی کا انکشاف بھی بسا اوقات بذریعہ اخبارات ہوتا رہتا ہے۔ مگر آج تک کسی حکم ران..... آمر ہو یا منتخب..... نے کبھی کھل کر بھارت کا..... اخبارات کے مطابق..... نہیں لیا، اور اسی بنا پر بھارت کی طرف کبھی میلی آنکھ سے بھی نہیں دیکھا تھا، نہ بھارتی حکومت سے مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کا مطالبہ کیا اور نہ کبھی مجرموں کو حوالے کرنے کا تقاضا کیا ہے۔ یعنی ہمارے حکم رانوں نے سب کچھ جاننے کے باوجود ”حق ہمسائیگی“ کا ثبوت دیا۔ لیکن ایک بھارت ہے کہ احمد آباد ڈٹرین کا حادثہ ہو، اس کی پارلیمنٹ پر حملہ ہو، کوئی خودکش دھماکہ ہو، کوئی بم بلاسٹ ہو حتیٰ کہ بلی پھلانگنے سے اگر ان کے برتن بھی آواز پیدا کریں تو یہ جھٹ پاکستانی حکومت پر الزام لگا دیتے ہیں۔ اب دھماکہ ممبئی میں ہوا، اس دلدوز واقعے پر دل رکھنے والا ہر انسان افسردہ ورنجیدہ اور پریشان ہوا خصوصاً بے گناہ ہلاکتوں پر سب نے اظہار رنج و غم کیا۔ لیکن بھارت ہے کہ وہ اب تک پاکستان کی حکومت کا کبھی نام لیتا ہے، کبھی اس کی تردید کرتا ہے۔ اس کے وزیر خارجہ مکھرجی کئی باتیں کرتے ہیں اور پھر مکر بھی جاتے ہیں۔ ہمارے حکم رانوں کی پھرتیاں دیکھئے کہ ان کی عقل شریف میں خیال کی یہ لہر اب آئی ہے کہ اگر بھارت ممبئی حملے میں مبینہ طور پر ملزمین کی حوالگی کا مطالبہ کرے گا تو پھر ہم سمجھوتہ ایکسپریس، میریٹ ہوٹل اور دیگر دھماکوں کے ملزمین کی حوالگی کا مطالبہ کریں گے۔ واہ سبحان اللہ! اندھیرے میں بہت دور کی سوچنے والا محاورہ شاید ایسے ہی موقعوں کے لیے ایجاد ہوا ہوگا۔

پاکستانی حکم ران حق کے اظہار پر اس قدر شرمیلے ہو رہے ہیں کہ انھیں کوئی بات کرنی نہیں آرہی۔ اور بھارت شواہد نامکمل ہونے کے باوجود اپنی عیارانہ حاضر دماغی، مکارانہ موقع شناسی اور ڈھٹائی کے ساتھ الزامات کی بوچھاڑ کر رہا ہے۔ اس کے تاثر تو الزامات اور اپنے لیڈروں کا معذرت خواہانہ لہجہ دیکھ کر خیال آتا ہے کہ کیا پاکستانی سیاست دانوں کے غول میں ایسا رجل رشید کوئی نہیں جو بھارت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور ذاتی و شخصی مفادات سے بے نیاز ہو کر حق بات کہہ سکے؟ معافی کی طلبگاری کی درخواست کے ساتھ یہ حقیقت نوک قلم پر آ ہی گئی ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے بعد جو حکم ران بھی آیا اس نے بھارت سے دب کر ہی بات کی، کسی نے تجارتی مفادات کی وجہ سے، کسی نے جنم بھومی کی یا تراکے لیے اور کسی نے غیر مرئی مفادات کی خاطر۔ وہ تو اللہ بھلا کرے اور اپنی امان میں رکھے عسا کر پاکستان کے جوانوں کو کہ ان کا شوق شہادت ابھی تک کیا بلکہ ہمیشہ جوان رہتا ہے اور ان کے اس جذبے نے دنیائے کفر کو پریشان کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن منفی قدم اٹھانے سے پہلے کئی بار سوچتا ہے۔

پچھلے دنوں مرکزی حکومت کے ایک اہم عہدے پر متمکن ایک ذمہ دار نے جب اجمال قصاب نامی ملزم کے پاکستانی ہونے کا اعتراف کیا تو وزیراعظم نے فوری طور پر اس کو نوکری سے برخاست کر دیا جس کے بعد ان صاحب کا مالہ ماعلیہ آشکار ہونے لگا۔ اس ضمن میں ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کے حادثہ بہاولپور کی بعض گریں ہیں اور ساتھ ہی ان کی بعض سرگرمیوں کا بھی ذکر ذرائع ابلاغ میں آنا شروع ہوا تھا جو حسب معمول کم

ہوتا ہوتا ختم ہی ہو جائے گا کہ ہمارے ہاں ایسے ہی ہوتا آیا ہے۔

پاک بھارت جنگ کے امکان کو کم کرانے کے لیے گزشتہ دنوں دو اہم بین الاقوامی شخصیات پاکستان آئیں۔ ایک برطانوی وزیر خارجہ اور دوسری شخصیت برادر اسلامی ملک سعودی عرب کے فرمانروا خادم الحرمين الشريفين ملک عبداللہ کے نمائندے شہزادہ مقرن تھے۔ برطانوی وزیر خارجہ بھارت سے پاکستان کے لیے دھمکیاں لے کر آئے اور سعودی نمائندے پاکستان سے امن، بھائی چارے اور مفاہمت کے جذبات لے کر بھارت گئے۔ بعض اخبارات کے کالموں سے علم ہوا کہ پچھلے دنوں برطانوی وزیر خارجہ کے جن بڑے بیٹھے بیٹھے، بھلے بھلے اور خوش کن بیانات سے پاکستان کے لیے ان کی ہمدردی کشید کی جا رہی تھی اور اخبارات میں ان کو بہت نمایاں کوریج دی گئی تھی، وہ اصل میں پاکستانیوں کے بھارت مخالف جذبات کی حدت کم کرنے کی پالیسی کا مظہر تھے۔ وگرنہ حقیقتاً برطانوی وزیر خارجہ پاکستان کو بھارت کی طرف سے وارننگ دینے آئے تھے کہ..... خاکم بدہن..... پاکستان کا وجود خطرے میں ہے۔ انھوں نے جب ممبئی حادثے کے مبینہ ملزمان..... حافظ سعید، ذکی الرحمن لکھوی وغیرہ..... پر مقدمات چلانے اور ان کی سزاؤں کو یقینی بنانے کا مطالبہ یا تو ایک صحافی نے لشکر طیبہ کے تربیت یافتہ افراد کے ہر صوبے میں ہونے کا ذکر کیا اور سزاؤں پر رد عمل کے خدشہ کا اظہار کیا تو ان کا یہ جواب تھا کہ سارے تربیت یافتہ افراد ہشت گرد نہیں یہ ایک بڑا ہولناک جواب تھا۔ جس کے مافی الضمیر میں بہت کچھ پنہاں ہے۔

شہزادہ مقرن سعودی فرمانروا کا جو پیغام پاکستان کے سیاست دانوں کے نام لے کر آئے تھے کہ پاکستانی سیاست دان اور حکم ران اتفاق رائے پیدا کر کے اپنے وطن پاکستان کے دفاع اور معاشی استحکام کی طرف توجہ کریں کیوں کہ موجودہ حالات میں انھی دو چیزوں کی زیادہ ضرورت ہے جس کی طرف خادم الحرمين الشريفين نے توجہ دلائی ہے۔ لیکن افسوس کہ ہماری حکم ران اور اپوزیشن قیادت ان چیزوں پر دھیان نہیں دے رہی خادم الحرمين الشريفين نے صرف پیغام ہی نہیں بھجوا بلکہ اپنے ہر قسم کے تعاون کا یقین بھی دلایا ہے۔

ہمارے حکم رانوں اور سیاست دانوں کو اپنے حالات پر ایک اور زاویے سے بھی غور و فکر کرنا چاہیے کہ ملی بینڈ جودھمکی لے کے آیا اس کو اس بات کا غماز بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس کی دھمکی کے پیچھے پوری دنیائے کفر یعنی صلیب، اسرائیل اور بھارت ہے۔ اس تناظر میں ہماری حکومت کو چاہیے کہ وہ سعودی فرمانروا کے اس بیان کو عنوان بنا کر مسلم امہ کو سفارتی ذرائع سے اپنے مسائل اور مجبور یوں سے آگاہ کرے اور باہمی اتحاد و یگانگت کی ایسی داغ بیل ڈالے کہ دنیا کے کفر کو عالم اسلام ”جسد واحد“ نظر آئے اور وہ ان کی اس قوت کو محسوس کرے۔ یعنی جب تک مسلم امہ مسلمان بن کر کفر کے سامنے کھڑی نہیں ہوگی اور کفر کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات نہیں کرے گی تب تک ان کی کوئی بات سنے گا بھی نہیں چہ جائیکہ یقین کرے اور آمادہ تعاون ہو۔

قاتل کھیل کی اجازت؟

19 جنوری کے اخبار میں ایک اہم خبر کو غیر اہم طریقے سے شائع کیا گیا جس کے مطابق حکومت شہر سے باہر محدود حد تک پتنگ بازی کی اجازت دینے پر غور کر رہی ہے۔ یہ خبر اگر سرکاری حلقوں سے جاری ہوئی ہے تو ناممکن ہوگا کہ ”اسراف و تبذیر اور رسومات کی فضول خرچیوں کو بند کرنے کی اپیل کرنے والے خادم اعلیٰ کے علم کے بغیر ہو۔ جناب شہباز شریف صاحب کے مستحسن اقدامات کی بنا پر حسن ظن اس سے انکاری ہے کہ وہ اس ہلاکت خیز رسم کی محدود یا غیر محدود اجازت دیں۔ تاہم ان سے ہماری درخواست ہے کہ یہ خبر اگر ان کی اجازت سے چھپی ہے تو اس اجازت کو منسوخ کر دیں کہ ظالم ڈور جہاں بھی گرے گی گلے ہی کاٹے گی وہیں سامان ہلاکت بن جائے گی۔ اور اگر ان کی اجازت کے بغیر یہ خبر بلکہ شدنی کسی نے چھوڑی ہے تو اس کی سرزنش کریں بلکہ اس کو سزا دیں کہ جو قاتل کھیل سینکڑوں جانیں لے چکا ہے اس کا جواز چہ معنی دارد! کھیل کے نام پر یہ خالص ہندو وادھن رسم، اور اس کی اجازت میاں شہباز شریف دے؟ کم از کم ہم ان سے یہ توقع نہیں رکھتے۔

سورة البقرة ۲

..... اردو ترجمہ

حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمہ اللہ (م: ۱۲۳۰ھ)

..... حواشی

- ①..... موضح القرآن (حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی رحمہ اللہ)
 - ②..... احادیث التفاسیر (حضرت مولانا حافظ حمید اللہ میرٹھی رحمہ اللہ - م: ۱۳۳۰ھ)
 - ③..... احسن الفوائد (مولانا ڈپٹی سید احمد حسن صاحب دہلوی رحمہ اللہ - م: ۱۳۳۸ھ)
- شرح المفردات: حافظ عبدالوحید

”درس قرآن“ میں شرح المفردات کا سلسلہ شامل کرنے کا مقصد ان لوگوں (یا مبتدی طلبہ) کی مدد کرنا ہے جو عربی زبان سے ناواقف ہیں مگر اسے سیکھنے کا شوق رکھتے ہیں۔ تاہم اہل علم اگر اسے مزید بہتر کرنے کے لیے ہماری رہنمائی فرمائیں یا کسی فروگزاشت پر تنبیہ فرمائیں تو اسے بصد شکر یہ قبول کیا جائے گا۔ [ع۔و]

﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ ءَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ﴾ (۶) خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ وَعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿۷﴾

”وہ جو منکر ہوئے برابر ہے اُن کو تو ڈراوے یا نہ ڈراوے وہ نہ مانیں گے“ (۱) مہر کردی اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور اُن کی آنکھوں پر پردہ ہے (۲) اور اُن کو بڑی مار ہے۔“

شرح المفردات:

﴿كَفَرُوا﴾: كَفَرَ (فعل ماضی معلوم) سے جمع مذکر غائب کا صیغہ (انھوں نے کفر کیا)۔ ’كُفِرَ‘ کے معنی کسی چیز کو چھپانے کے ہیں، کفرانِ نعمت کے معنی نعمت کی ناشکری کر کے اُسے چھپانے کے ہیں۔ [مفردات القرآن]

مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ بار بار کی وضاحت کے باوجود جان بوجھ کر خود صداقت کو چھپاتے ہیں۔ [سراج البیان]

﴿أَنذَرْتُ﴾: مصدر اِنذَار (باب افعال) سے فعل ماضی، واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے (تو نے ڈرایا)۔ اس کے معنی کسی خوف ناک چیز سے پیشگی ڈرانے کے ہیں۔ لَمْ تُنذِرْ (تو نے نہیں ڈرایا)۔

﴿خَتَمَ﴾: (واحد مذکر غائب۔ فعل ماضی معروف) خَتَمَ کے معنی مہر لگانے، مہر کی طرح کا نشان لگانے، مہر لگا کر محفوظ کرنا کہ کوئی چیز اندر داخل نہ ہو سکے، کسی چیز کا اثر حاصل کرنے اور کسی چیز کی انتہا تک پہنچ جانے کے ہیں۔ [مفردات القرآن]

﴿.....غَشَاوَهُ: (اسم) پردہ جس سے کوئی چیز ڈھانپ دی جائے۔

(ف۱): یہ آیت اُن کے حق میں نازل ہوئی جن کی موت اللہ تعالیٰ نے اپنے علم قدیم سے کفر پر جانی تھی جیسا کہ عتبہ و شیبہ والی جہل و ولید بن مغیرہ۔ [موضح القرآن]

کفر کی اقسام:

کفر کی چار اقسام ہیں: ایک کفر انکار یعنی نہ تو اللہ تعالیٰ کو پہچاننے نہ اُس کا اقرار کرے بلکہ انکار کرے۔ دوسرا کفر جھوٹ یعنی اللہ تعالیٰ کو دل میں جانتا ہے لیکن زبان سے اقرار نہیں کرتا۔ تیسرا کفر عناد یعنی دل میں جانے اور زبان سے اقرار کرے مگر حکم نہ مانے۔ چوتھا کفر نفاق یعنی زبان سے اقرار کرے مگر دل میں یقین نہیں معاملت تحت آیت۔ [احادیث التفاسیر]

(ف۲): اس آیت میں دل، کان، آنکھ کے ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے کہ علم کے یہی تینوں رستے ہیں۔ آدمی دل سے سمجھتا ہے، کان سے سنتا ہے، آنکھ سے دیکھتا ہے۔ مگر جب دل اور کان پر مہر لگ گئی، آنکھوں پر پردہ ڈال دیا گیا تو اب نہ ہدایت کو سمجھ سکتے ہیں، نہ حق کو دیکھ سکتے ہیں نہ سن سکتے ہیں۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں حق تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی ہے کہ یہ لوگ حق بات کے سننے سے تکبر و اعراض کرتے ہیں مگر درحقیقت یہ بات ٹھیک نہیں۔ کیوں کہ خدا تعالیٰ صاف لفظوں میں فرما رہا ہے کہ ہم نے اُن کے دل پر مہر لگا دی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ مومن جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل پر اس گناہ کی وجہ سے ایک کالا نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اس کے بعد توبہ و ندامت کی اور گناہ سے رک گیا تو دل کو منتقل ہو گیا اور اگر گناہ میں اور بڑھا تو وہ نقطہ بھی زیادہ بڑھتا جائے گا، اور بڑھتے بڑھتے سارے دل پر چھا جائے گا۔ یہ وہی رین ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ دیتا ہے:

﴿كَذَٰلِكَ بَلَّ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝﴾ [المطففين ۸۴: ۱۴] [حسن الفوائد]

”ایسا ہرگز نہیں، بلکہ اُن کے دلوں پر زنگ چڑھادیا ہے اُس لیے جو وہ کمایا کرتے تھے۔“

یعنی گناہوں کی کثرت سے دل مردہ ہو گئے اور ان میں حق ناحق کی تمیز اور پہچان نہیں رہی۔ تو بس ایسے ہو گئے کہ جیسے کسی چیز کو بند کر کے اُس پر مہر لگا دیں نہ اُس میں کوئی چیز داخل ہو سکے نہ باہر نکل سکے۔ اُن کے دلوں میں بھی نہ ایمان داخل ہو گا نہ اُن سے کفر نکلے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تُعْرَضُ الْفِتْنُ عَلَى الْقُلُوبِ كَالْحَصِيرِ عُوْدًا عُوْدًا فَاَيُّ قَلْبٍ اُشْرِبَهَا نُكِنَتْ فِيهِ نُكْنَةُ سَوْدَاءٍ وَاَيُّ قَلْبٍ اُنْكِرَهَا نُكِنَتْ فِيهِ نُكْنَةُ بَيْضَاءٍ حَتَّىٰ يَصِيرَ عَلَىٰ قَلْبَيْنِ اَبْيَضٌ مِّثْلُ الصَّفَا فَلَا تَضُرُّهُ فِتْنَةٌ مَا دَامَتِ السَّمَوَاتُ وَالْاَرْضُ وَالْاٰخِرُ اَسْوَدٌ مُّرْبَادًا كَالْكُوْزِ مُجْبَحِيًّا لَا يَعْرِفُ مَعْرُوْفًا وَلَا يُنْكِرُ مُنْكِرًا اِلَّا مَا اُشْرِبَ مِنْ هَوَاٰ» [مشکوٰۃ کتاب الفتن الفصل الاول]

”فتن (اور طرح طرح کے خلاف شرع کام) کثرت سے آدمیوں کے دلوں کو پیش آنے لگیں گے (اور اُن پر اپنے اثرات چھوڑنے لگیں گے) جیسے چٹائی کے تنکے (لیٹنے والے کے جسم پر نشانات چھوڑ دیتے ہیں)۔ جس دل نے (توفیق الہی سے) انھیں رد کر دیا اُس پر نور کا ایک نشان لگتا چلا جائے گا، جو نہ دل اُن (فتنوں) کو قبول کر لے گا اُس پر سیاہ دھبہ لگتا چلا جائے گا۔ ہوتے ہوتے نورانی نقطوں والا دل ایسا روشن ہو جائے گا کہ پھر اُس پر کسی برائی کا اثر نہیں ہوگا، جب کہ سیاہ نقطوں والا دل کالا بھنگ ہو جائے گا حتیٰ کہ اُسے اپنی خواہش کے سوا کسی اچھے برے اور حق ناحق کی پہچان باقی نہیں رہے گی۔ اللھم احفظنا من کل بلاء۔ آمین [احادیث التفاسیر]

”اور ایک وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم یقین لائے اللہ پر اور پچھلے دن پر اور (حالاں کہ) ان کو یقین نہیں۔ دعا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور ایمان والوں سے اور کسی کو دعا نہیں دیتے مگر (اپنے) آپ کو اور نہیں بوجھتے۔^(۱) اُن کے دل میں آزار ہے پھر زیادہ دیا اللہ نے ان کو آزار اور ان کو دکھ کی مار ہے اس پر کہ جھوٹ کہتے تھے۔“^(۲)

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ (۸) يُخَدِّعُونَ اللَّهَ وَالدِّينَ آمَنُوا وَمَا يُخَدِّعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ (۹) فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ بِمَا كَانُوا يَكْذِبُونَ (۱۰)﴾

شرح المفردات:

﴿.....آمَنَّا: اِيْمَانٌ مصدر (باب افعال) سے فعل ماضی، جمع متکلم (ہم ایمان لائے) یہ اَمْنٌ سے ماخوذ ہے۔ الایمان کے معنی شریعت محمدی کی تصدیق کرنے کے ہیں، کبھی حق کی تصدیق کر کے اس کی فرمانبرداری مراد ہوتی ہے۔
﴿.....يُخَادِعُونَ/يُخَدِّعُونَ: مصدر خَدَاعٌ سے فعل مضارع معروف جمع مذکر غائب ہے۔ اس کے معنی ہیں: جو کچھ دل میں ہو اُس کے خلاف ظاہر کرنا (یعنی دھوکا دینا)۔

﴿.....مَا يَشْعُرُونَ: (وہ شعور نہیں رکھتے/جانتے نہیں) یہ فعل مضارع منفی سے جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ ’شعور‘ کا لفظ اصل میں ’شعر‘ (بال) سے ماخوذ ہے، اس کے معنی بال کی طرح باریک علم حاصل کرنے کے ہیں۔ [مفردات القرآن]
﴿.....كَانُوا يَكْذِبُونَ: (جھوٹ بولا کرتے تھے) ماضی استمراری

(ف۱): اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے ابن ابی منافق اور اس کے یاروں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور نفاق نہ کرو۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے ابوالحسن! ہماری طرف نفاق کی نسبت کرتے ہو باوجود اس کے کہ ہم ایمان دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔ [موضح القرآن]

(ف۲): ایک آزار تو یہ تھا کہ جس دین کو دل نہ چاہتا تھا اُسے ناچار قبول کرنا پڑا۔ اور دوسرا آزار اللہ نے زیادہ دیا کہ جہاد کا حکم دیا۔ تو جن (یہود وغیرہ) کے خیر خواہ تھے اُن سے لڑنا پڑا۔^{*} [موضح القرآن]
یہ منافقوں کا ذکر ہے جیسا کہ سورہ نساء کے اکیسویں رکوع میں ہے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِّعُونَ اللَّهَ﴾

یعنی ”منافق لوگ اللہ تعالیٰ کو فریب دیتے ہیں۔“ نفاق بڑا سخت گناہ ہے اور منافقوں پر کافروں سے بھی زیادہ عذاب ہوگا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَجَةِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ﴾

یعنی ”تحقیق منافق لوگ دوزخ کے سب سے بدرجہ میں ڈالے جائیں گے۔“ نعوذ باللہ من عذاب اللہ تعالیٰ
منافق کی تعریف اور علامات: اصل میں منافق وہ ہے جس کے دل میں ایمان نہ ہو، دنیاوی غرض اور مصلحت کے لیے ظاہر میں اسلام کو قبول کیا

☆.....حافظ ابن قیمؒ لجزیرہ طبرستان کہتے ہیں کہ ”منافقین کا مرض اصل میں شک اور تردد و اضطراب ہوا کرتا ہے جب کہ عام عاصیوں (گناہ گاروں) کا مرض گمراہی، جہالت اور خواہشات نفس ہوتا ہے۔ انسان اپنے اندر اسباب مرض پیدا کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ بیمار ہو جاتا ہے (اگر وہ توبہ نہ کرے اللہ سے معافی نہ مانگے) تو اللہ تعالیٰ سزا کے طور پر اُسے مزید بیمار کر دیتا ہے کیوں کہ وہ انھی اشیاء و اسباب کو پسند کرتا ہے۔“ [التفسیر القیم، ص: ۱۱۳، ۱۱۴]

ہو۔ مگر بعض گناہ بھی ایسے ہیں کہ اُن کو آنحضرت ﷺ نے نفاق کی علامت فرمایا ہے، اگرچہ وہ شخص سچے دل سے مسلمان ہو۔ لیکن وہ گناہ کرے گا تو وہ بھی منافقوں میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا أُؤْتِمِنَ خَانَ »

[صحیح مسلم، رقم: ۵۹]

”تین چیزیں منافق کی علامتیں ہیں اگرچہ وہ شخص نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور اسلام کا دعویٰ کرتا ہو: ایک جھوٹ بولنا، دوسری وعدہ خلافی، تیسری امانت میں خیانت کرنی۔“

ایک روایت میں چار چیزوں کا ذکر ہے جو تھے غصہ میں گالیاں اور فحش بکنا۔ مطلب یہ ہے کہ یہ خصلتیں منافقوں میں ہوا کرتی ہیں۔ اگر کوئی شخص سچے دل سے مسلمان ہے اور نماز روزہ وغیرہ ارکان اسلام بھی ادا کرتا ہے لیکن خدا خواستہ یہ خصلتیں اُس میں ہوں گی تو اُن کی نحوست سے اُس کا نماز روزہ برباد ہونے اور اُس کا منافقوں میں داخل ہونے کا اندیشہ ہے۔ افسوس! آج جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت اور گالی گلوچ کا بہت رواج ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ یہ باتیں ہوشیاری اور کارروائی کا ذریعہ سمجھی جانے لگتی ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ایمان والوں کو بہت ڈرنا اور خبردار ہو جانا چاہیے کہ گناہوں کا دریا کہاں تک آ گیا اور ہم کیسے غافل پڑے ہوئے ہیں۔ [احادیث التفسیر]



مسائل حقہ پر مشتمل سات اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت منگوائیں

اور فریم کروا کر مساجد و مراکز میں آویزاں کریں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے مسائل حقہ پر مشتمل مندرجہ ذیل سات اشتہارات کا مکمل سیٹ بالکل مفت منگوائیں اور اپنے اپنے زیر انتظام مساجد و مراکز میں فریم کروا کر آویزاں کریں۔

- | |
|--|
| (۱)..... کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں! (۲)..... اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام! |
| (۳)..... نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت! (۴)..... نماز روزہ کے دائمی اوقات! |
| (۵)..... سورۃ فاتحہ خلف الامام! (۶)..... آمین بالجہر کا ثبوت! (۷)..... اثبات رفع الیدین! |

مذکورہ تمام اشتہارات کا مکمل سیٹ فریم کروا کر آویزاں کرنے کا تحریری وعدہ آنے پر مکمل سیٹ فوراً بھیج دیا جائے گا۔

ڈاک خرچ بھی ادارہ خود برداشت کرے گا، ان شاء اللہ

محمد یسین راہی، مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور، ضلع راجن پور۔ پنجاب پاکستان۔

فون: 0604-567218۔ موبائل: 0333-8556473

اسلامی آداب معاشرت

حضرت مولانا پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی

ہمیں یہ مضمون بدو ملی سے ایک صاحب نے اپنی تحریر کے طور پر بھیجا تھا، البتہ انھوں نے یہ کرم فرمائی کی کہ پہلے صفحے پر یہ بھی تحریر فرمادیا کہ ”اس مضمون کی تیاری پروفیسر سعید مجتبیٰ السعیدی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الربیعین نووی سے کی گئی ہے۔“ اصل کتاب کی طرف رجوع کرنے سے پتا چلا کہ سارا مضمون تقریباً وہی ہے سوائے حوالہ جات کے اختصار کے فیالجب! تاہم انھی کے شکریے کے ساتھ یہ مضمون معمولی رد و بدل کے بعد درس حدیث کے عنوان کے تحت ہدیہ قارئین کر رہے ہیں۔ [ع۔و]

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصُمْتُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ» [رواه البخاری ومسلم]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسائے کی عزت کرے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اور یومِ آخرت کو مانتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔“

لغوی تشریح:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ ”جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو“، یعنی جس کا اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان ہو۔

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ”قیامت کا دن“۔ کیوں کہ وہ دن تمام دنوں کے بعد آخری دن ہوگا اسی لیے اسے آخری دن کہا جاتا ہے۔

أَوْ لِيَصُمْتُ ”خاموش رہے“۔

فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ ”اپنے ہمسائے کی عزت کرے“۔ اس کے ساتھ احسان کرے۔ اس کی تکلیف کو رفع کرے اور اس کی باتوں کو برداشت کرے۔

فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ ”اپنے مہمان کی عزت کرے“، خوش روئی کے ساتھ پیش آئے، اچھی باتیں کرے، کسی تکلف اور گھروالوں کو مشقت

میں ڈالے بغیر کھانا پیش کرے، مہمان خواہ غریب ہو یا امیر۔

اس حدیث مبارک میں آنحضرت ﷺ نے آدابِ معاشرت میں سے تین اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

①..... اچھی بات یا خاموشی: آپ ﷺ نے پہلی بات یہ فرمائی کہ ”جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بات کرے تو اچھی کرے ورنہ خاموش رہے۔“

انسان کی زبان جو بظاہر ایک چھوٹا سا عضو ہے، اس کا استعمال صحیح ہو تو انسان کو دنیا و آخرت کی سعادت مل جاتی ہے اور اگر اس کا استعمال صحیح نہ ہو تو یہ انسان کے لیے تباہی کا سبب بن سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ فرشتے ہر انسان کے ساتھ متعین و مقرر ہیں جو اس کے منہ سے نکلنے والی ہر بات کو تحریر کرتے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿ مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ﴾

”انسان جو کچھ بولتا ہے اس کے لکھنے کے لیے ایک (چاق

وچوبند) نگران تیار رہتا ہے۔“ [ق: ۵۰: ۱۸]

نیز فرمایا:

﴿ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا كَاتِبِينَ ﴾

[الانفطار]

”تمہارے اوپر معزز فرشتے نگران مقرر ہیں جو تمہارے اقوال و اعمال تحریر کرتے ہیں۔“

ایک دفعہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”معاذ! اسے قابو میں رکھنا۔“ انھوں نے پوچھا، کیا ہم جو کچھ بولتے ہیں، اس کا بھی مواخذہ اور محاسبہ ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”معاذ! تمہیں تمہاری ماں گم پائے! بہت سے لوگوں کو منہ کے بل جہنم میں لے جانے والا عمل ان کی زبانوں کی کٹائی یعنی گفتگو ہوگی۔“

[جامع الترمذی، رقم: ۲۶۱۶]

اس لیے زبان کی خوب حفاظت کرنی چاہیے۔ انسان جب بھی بات کرے تو اچھی کرے ورنہ خاموشی بہتر ہے۔ کیوں کہ جو زیادہ باتیں کرے گا اس کی غلطیاں اور گناہ بھی زیادہ ہی ہوں گے۔ اسی لیے نبی مکرم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

﴿ مَنْ صَمَتَ نَجَا ۝ ﴾ [جامع ترمذی، رقم: ۲۵۰۱]

”جو خاموش رہا نجات پا گیا۔“

بعض اوقات انسان کو اپنی کی ہوئی بات کا احساس نہیں ہوتا لیکن وہ اسے جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں جا ڈالتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ایک شخص بات کرتا ہے، اسے اپنی بات کی سنگینی کا احساس نہیں ہوتا اور وہ اسی بات کی وجہ سے مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ جہنم کی گہرائی میں جا گرتا ہے۔“

[صحیح مسلم، رقم: ۲۹۸۸]

ایک اور حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ كَحْيِيهِ وَمَا بَيْنَ رَجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ ﴾ [صحیح بخاری، رقم: ۶۴۷۴]

”جو شخص مجھے اپنے دو جبرڑوں کے درمیان والے عضو (زبان) اور اپنی دو ٹانگوں کے درمیان واقع عضو (شرمگاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

ایک دفعہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں لے جائے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دو چیزیں ہیں، خوفِ الہی اور حسن اخلاق۔“ پھر آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ کون سی چیز لوگوں کو جہنم میں لے جائے گی۔ فرمایا: ”وہ دو چیزیں ہیں، زبان اور شرمگاہ۔“

[جامع الترمذی، رقم: ۲۲۳۶]

ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث میں زبان کی حفاظت پر زور دیا گیا ہے۔ اسی لیے اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكَلِّمْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ ۝ ﴾

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ بات کرے تو اچھی کرے ورنہ خاموش رہے۔“

②..... اکرام الحار: ”پڑوسی کی عزت و تکریم۔“ پڑوسی کے بھی انسان کے ذمے بہت سے حقوق ہیں۔ مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور انھیں کسی قسم کی ایذا یا تکلیف نہ دے۔ ہمسایہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتہ دار، قرآن کریم میں دونوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اگر ہمسایہ غیر مسلم اور کافر بھی ہو تو بھی ہمسائیگی کی بنا پر اُس سے حسن سلوک اور تعاون کرنا چاہیے۔ رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

”جبریل امین مجھے ہمسائے کے بارے میں اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے خیال ہوا کہ شاید ہمسائے کو وراثت کا بھی حق دار قرار دے دیا جائے گا۔“

[جامع الترمذی، رقم: ۱۹۴۲]

ایک دفعہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:
”اللہ تعالیٰ کی قسم! وہ ایمان دار نہیں۔“

آپ ﷺ نے بار بار یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کون ایمان دار نہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
«الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارَهُ بَوَائِقَهُ»

[صحیح بخاری، رقم: ۶۰۱۶]

”جس کی تکلیفوں سے ہمسایہ محفوظ نہ ہو۔“

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس کی تکلیفوں اور دکھوں سے ہمسایہ مامون نہ ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔“ [صحیح مسلم: ۴۶]

..... آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے ہمسایوں کے ساتھ حسن سلوک رکھنا چاہیے۔“

[صحیح مسلم: ۴۷]

..... آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے حق میں اچھا ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسایوں کے حق میں اچھا ہو۔“

[جامع الترمذی، رقم: ۱۹۴۴]

..... ایک عورت بڑی عبادت گزار تھی، دن کو روزے رکھتی اور رات کو تہجد ادا کرتی مگر پڑوسیوں کے حق میں اچھی نہیں تھی، وہ انھیں ایذا دیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق فرمایا: ”وہ جہنم میں جائے گی۔“ [مسند احمد: ۴/۴۴۰]

..... بعض سلف سے منقول ہے کہ ”ہمسائیگی کا دائرہ چالیس گھروں تک ہے۔“

..... ایک دفعہ آپ ﷺ نے کبار کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے شرک، اس کے بعد روزی کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا اور اس کے بعد ہمسایہ کی بیوی سے زنا کا ذکر فرمایا۔ حالاں کہ زنا جس سے بھی کیا جائے، گناہ ہے لیکن ہمسائے کی بیوی سے زنا کی سنگینی مزید بڑھ جاتی ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب سالن پکاؤ تو پانی ڈال کر شور باڑھا لیا کرو اور ہمسائیوں کے گھر بھی بھیجو۔“

[صحیح مسلم، رقم: ۲۶۲۵]

چوں کہ مسلمان کے ذمہ ہمسایوں کے بہت سے حقوق ہیں، اسی لیے آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ»

[صحیح مسلم]

”جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے ہمسائے کا احترام کرے۔“

③..... اکرام الضیف: ”مہمان کا اکرام اور عزت افزائی۔“

حضور اکرم ﷺ نے اس حدیث میں آداب معاشرت میں سے تیسری اہم بات یہ بیان فرمائی کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمانوں کا اکرام کرے، ان کی ممکن حد تک خاطر مدارات کرے۔ مہمانوں کی عزت و تکریم بھی اخلاقِ حسنہ میں سے ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ وہ کبھی اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے، کوئی مہمان آ جاتا تو بہتر و نہ کسی کو بلا کر لے آتے اور اکٹھے کھانا تناول فرماتے۔

مہمان کے آنے پر ناگواری محسوس کرنا اسلامی تعلیمات اور اخلاقِ حسنہ کے منافی ہے۔ ہر کوئی اپنی قسمت کھاتا ہے۔ اس لیے مہمان کے آنے پر تنگ دل ہونے کی بجائے خوش اور مسرور ہونا چاہیے اور حتی المقدور اس کی خوب خدمت کرنی چاہیے۔ حتی کہ اگر کسی نے ہمارے ساتھ بطور میزبان اچھا سلوک نہ کیا ہو تب بھی۔

آنحضرت ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ اگر میں کسی کے ہاں مہمان ٹھہروں اور وہ میرے ساتھ اچھا سلوک نہ کرے، بعد میں کسی وقت وہ میرا مہمان بنے تو میں کیا کروں؟ اس سے بدلہ لوں یا مہمان نوازی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس کا اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان ہے وہ اپنے مہمان کی تکریم کرے۔“ عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ!

کب تک؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پر تکلف کھانا ایک دن رات، اور ضیافت صرف تین دن تک ہے۔ اس کے بعد کی خدمت اور تواضع صدقہ ہے۔“

[صحیح مسلم، رقم: ۴۸]

چلتے وقت بھی اس کو اتنا خرچ دینا چاہیے کہ ایک منزل تک کافی ہو جائے اس کو ”جائزہ“ کہتے ہیں۔

چوں کہ مہمان کا میزبان کے ذمے حق ہوتا ہے اس لیے نبی مکرم رسول معظم ﷺ نے ان احادیث میں میزبان کو مہمان کے اکرام، خاطر مدارات اور خدمت کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ لیکن جہاں میزبان ان احکام کا پابند اور مکلف ہے، اس کے ساتھ ساتھ مہمان بننے کے بھی کچھ آداب ہیں۔ جب کوئی شخص مہمان ٹھہرے تو اسے اپنے میزبان کے لیے بلائے ناگہانی نہیں بن جانا چاہیے اور ایسا انداز بھی اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے میزبان کو تکلیف، بوجھ یا شرمندگی ہو۔

بالعموم ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق مہمان کی خدمت بجالاتا ہے اور اس میں کمی نہیں چھوڑتا۔ لیکن کئی مہمان کسی ایسی چیز کا مطالبہ کر دیتے ہیں جس کا مہیا کرنا میزبان کے لیے ممکن یا اس کے بس میں نہیں ہوتا۔

نیز میزبان کے ہاں مہمان کو بلاوجہ طویل عرصہ تک قیام بھی نہیں کرنا چاہیے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مہمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی کے ہاں طویل قیام کر کے، میزبان کو گناہ گار کرے۔“ [صحیح مسلم]

مہمان کو چاہیے کہ وہ ایک ایسا مہمان ثابت ہو کہ میزبان اس کی دوبارہ آمد پر بھی اسے اپنا مہمان بنانے میں فرحت محسوس کرے۔ ایک دفعہ ایک آدمی نے نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تنگ دستی اور بھوک کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے اپنے گھروں میں باری باری پیغام بھیج کر کھانے کی کوئی چیز منگوائی مگر آپ کے کسی بھی گھر سے کھانا نہ مل سکا بلکہ جواب آیا کہ آج تو گھر میں سوائے پانی کے کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے جو آج رات اس کی میزبانی کرے۔

ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اسے اپنے گھر لے گئے۔ بیوی سے کہا کچھ کھانے کو ہے؟ اس نے بتایا کہ بچوں کے لیے معمولی سا کھانا ہے۔ فرمایا: انھیں بہلا پھسلا کر سلا دو۔ جب مہمان آئے تو کسی بہانے چراغ بجھا دینا اور ہم یوں محسوس کرائیں گے کہ گویا ہم بھی کھا رہے ہیں۔ ہم کھانا نہیں کھائیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کا مہمان پیٹ بھر کر کھانا کھائے۔ چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے اس طرز عمل پر اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا ہے۔

اسی موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

[الحشر ۵۹: ۹]

”اور وہ اپنی ضروریات کے باوجود دوسروں کے لیے ایثار کرتے ہیں اور ان کی ضرورت کو ترجیح دیتے ہیں۔“



مبارک باد

ممتاز عالم دین، مفسر قرآن، مسلک حق اہل حدیث کے غیور ترجمان فضیلۃ الشیخ پروفیسر ڈاکٹر عبدالحی مدنی (فاضل مدینہ یونیورسٹی) کراچی، نے فاتح قادیان شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے فتاویٰ پر تحقیقی مقالہ تحریر کر کے پی، ایچ، ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔

بلاشبہ اہل حدیث جماعت میں مزید ایک ”ڈاکٹر“ کا اضافہ پوری جماعت کے لیے باعث افتخار ہے۔ ہم جناب الشیخ ڈاکٹر عبدالحی مدنی صاحب کو (ان کے والدین و جملہ خاندان) اس عظیم اعزاز کے حصول پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

عبدالظاہر سلفی واحباب، سوات جنرل سنٹر کراچی

فون: 0333-2326832 / 021-4619524

آداب فتاویٰ 4

احتیاط اور تقاضے

حافظ ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ (م: ۷۵۱ھ)

ماخوذ از فتاویٰ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحب بستوی

تھی اور اپنے بعد والوں سے بھی انھیں وہی فوقیت اور برتری حاصل رہی جو ان پر صحابہ رضی اللہ عنہم کو تھی، اسی طرح نیچے اترتے آئے اور یہی مرتبے قائم کرتے جایے۔ اس کے بعد تو بدعتیوں نے اور خواہش کے غلاموں نے بالکل ہی قرآن وحدیث کے الفاظ ترک کر دیے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے مسائل اور دلائل بالکل بادرہوائی ہو گئے۔ فساد، اضطراب اور تناقض سے نفع سکے۔

اصحاب رسول ﷺ سے جب کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو صاف فرما دیتے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے، یا یہ کیا ہے۔ جب تک یہ چیزیں انھیں ملتیں ایک انچ ادھر ادھر نہیں ہتھتے تھے۔ ان کے جوابوں اور فتاویٰ جات کو دیکھیں تو پوری طرح سے تشفی بخش اور سیراب کن نظر آئیں گے۔ جوں جوں زمانہ دور ہوتا گیا نور نبوت سے لوگ پرے ہتھتے گئے، یہ پاک نشہ اترتا چلا گیا اور یہ صاف کپڑا میلا ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ان متاخرین کے نزدیک تو اس طرح جواب دینا کہ ”قرآن میں یوں ہے حدیث میں یوں ہے“ عیب سمجھا جانے لگا۔ انھوں نے تو اصول گھڑ لیے اور اپنی کتابوں میں صاف صاف تشریح کر دی کہ اللہ اور اس کے رسول کا قول اصول دین کے مسائل میں مفید یقین نہیں۔ کتاب وسنت سے دلیل پکڑنے والوں کو انھوں نے ہشویہ، مشبہ، مجسمہ کہنا شروع کر دیا۔ یہ حال تو ہے ان کے اصول کا، جب کہ فروع کا حال اس سے بھی بدتر ہے، فروع میں یہ بالکل مقلد ہیں۔ فقہ کی کتابیں ان کے ہاتھوں میں ہیں جن میں ان کے بڑوں

فائدہ ۸:

مفتی کو چاہیے کہ ممکنہ حد تک قرآن وحدیث کے لفظوں سے فتویٰ دے، اور جہاں تک ہو سکے اس کی پابندی کرے۔ کیوں کہ اس میں حکم بھی آ جاتا ہے اور یہ دلیل کو بھی شامل ہے، نیز یہ بہترین بیان ہے۔ جب کہ کسی مخصوص فقیہ کا قول بیان کر دینا ایسی چیز نہیں۔ صحابہ، تابعین اور ان کے مسلک پر چلنے والے تمام ائمہ سلف کا یہی طریقہ تھا، اور وہ اسی جستجو میں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کے بعد وہ لوگ آئے جنھوں نے قرآن وحدیث کے پاک صاف احکام اور ان کی نصوص سے اعراض کیا۔ ان کی بجائے کچھ الفاظ تراش لیے جن سے نصوص کو چھوڑ دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ ان کے یہ خود تراشیدہ الفاظ اس طرح کفایت نہیں کر سکتے تھے جس طرح نصوص کرتی تھیں۔ حکم بھی، دلیل بھی اور بہترین بیان بھی۔ پس اس وجہ سے امت میں بہت سے بگاڑ اور فساد پیدا ہو گئے جنھیں اللہ ہی جانتا ہے۔

ایک نفیس بحث:

الفاظ نصوص معصوم تھے، محفوظ تھے، دلائل تھے۔ خطا سے، غلطی سے، تناقض سے، تنگی اور سختی سے اضطراب اور کشاکشی سے پاک تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کی پابندی اور ان کے رواج سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے علوم بعد والوں کے علوم پر فائق رہے اور بہت صحیح ثابت ہوئے، (فہم وتفہیم مسائل میں) ان کی خطا بعد والوں کی بہ نسبت بہت کم رہی۔ پھر تابعین کی نسبت میں اور خطا نہ ہونے میں ان سے وہی نسبت رہی جو جسمانی نسبت

کے اقوال بھرے پڑے ہیں، ان کے تمام تر فتوے، ان کے سارے کے سارے فیصلے خواہ وہ حقوق کے متعلق ہوں یا عورتوں کے حلال و حرام ہونے کے متعلق ہوں، یا تجارت و اموال وغیرہ کے متعلق ہوں انھی کتابوں کے مصنفین کے قول ہوتے ہیں اور بس۔ بلکہ ان میں سب سے بڑا عالم اور فاضل اور ان کی جماعت کا پیشوا وہ سمجھا جاتا ہے جسے اس کتاب کے الفاظ بھی یاد ہوں۔ جو پوچھے ہوئے مسئلہ کا جواب اس کتاب سے دے کر جھٹ سے عبارت بھی پڑھ دے۔ الغرض تقلید پرستوں کے نزدیک یہ کتابیں جسے حلال کہیں وہ حلال ہے، جسے حرام بتلائیں وہ حرام ہے، جسے واجب کہہ دیں وہ واجب ہے، جسے باطل بتلا دیں باطل ہے، اور جسے صحیح کہہ دیں وہ صحیح ہے۔

اب خیال فرمائیے کہ کہاں یہ راہ اور کہاں وہ راستہ؟ کس سے کہیں کہ اس زمانے میں لوگوں کے حقوق جو ان فقہی کتابوں کی وجہ سے ضائع ہو رہے ہیں وہ خدا کے یہاں چیخ پکار کر رہے ہیں، عورتوں کی جو عصمتیں حلال کی بجائے حرام اور حرام کی بجائے حلال کر لی گئی ہیں وہ خدا کے یہاں فریاد کر رہی ہیں، جو مال اور خون بے جا طور پر مباح قرار دیے گئے ہیں وہ رب کے سامنے ہائے وائے کریں گے۔ افسوس احکامِ دین میں تبدیلی ہو چکی ہے، حلال و حرام میں الٹ پھیر ہو رہا ہے، معروف کو بدترین منکر کی صورت میں اور منکر کو بہترین معروف کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

اہل حق کی حالت:

اس وقت حق ایک انجان مسافر کی حالت میں ہے اور حق والے اس سے بھی زیادہ درگت میں ہیں، جب کہ حق کی طرف بلانے والے تو ناقابل بیان حد تک کس میرسی میں ہیں۔ لیکن ان کے سامنے سے آندھیاں چھٹ گئی ہیں اور پُر نور سورج نکل آیا ہے، غلط راہیں ان پر عیاں ہو چکی ہیں اور وہ انھیں چھوڑ کر صراطِ مستقیم پر چل دیے ہیں۔ وہ لوگوں کی ایجاد کردہ بدعتوں، فتنوں اور گمراہیوں سے ایک طرف ہو کر اپنے دل کی کھلی ہوئی آنکھوں سے اپنے نبی ﷺ کا راستہ دیکھتے ہیں اور صحابہ کے قدم بہ قدم اس کے درپے ہو گئے ہیں۔ ہدایت کا جھنڈا ان کے

سامنے ہے، یہ مٹھیاں بند کیے اس کی طرف لپک رہے ہیں، صراطِ مستقیم ان پر کھل چکی ہے اور یہ مصمم ارادہ کر کے اس پر پوری قوت اور طاقت کے ساتھ چل رہے ہیں۔ سبحان اللہ! اس سالک کو مبارک ہو، یہ اپنے شہر میں تنہا ہے حالانکہ آبادی انسانوں سے کچھ کچھ بھری ہوئی ہے۔ یہ اپنے محلے میں ایک ہے حالانکہ پاس پڑوس کے سب مکانات ہمسایوں سے آباد ہیں۔

یہ سالک ان میں مقیم ہیں جن کی آنکھیں چکا چوند ہو چکی ہیں، جن کے گلوں میں خراش ہے، جن کے نفس بے چین ہیں، جن کی رو حیں بخار میں مبتلا ہیں، جن کے سینے غمگین ہیں، جن کے دل بیمار ہیں۔ اگر تم ان سے سمجھ داری اور انصاف کی کوئی بات کہو تو وہ ہرگز اسے قبول نہیں کرتے اور اگر تم ان سے انصاف چاہو تو بھلا زمین کو ہاتھوں سے ٹٹولنے والے کے ہاتھ آسمان کے ستارے کیسے آسکتے ہیں؟ ان کے دل تو اندھے ہو گئے ہیں، مقصود اندھا ہو گیا ہے، خواہشوں کی بھینٹ چڑھ چکے ہیں، مزے میں پھنس گئے ہیں۔ بجز ناصیبی کے ان کے ہاتھوں میں کچھ نہیں۔ مگر خود کو اپنے تئیں علمی سمندروں میں غوطہ لگانے والے سمجھ رہے ہیں جب کہ اصلیت اس کے برعکس ہے۔ یہ تو صرف ان کے زبانی دعوے ہیں اور ہذیان والوں کی سی بکواس ہے۔ واللہ! علمِ دین کے پانی میں تو اب تک ان کے تلوے بھی تر نہیں ہوئے اور اس سے ان کی عقلیں توقطعاً نہیں بھگیں، ان کی راتیں روشن ہوئی ہیں نہ ان کے دل اجالے والے ہوئے ہیں۔ ہدایت ان پر بند ہے، یہ اپنے قلموں پر روشنائی چڑھاتے ہیں لیکن وہ چیز لکھتے ہیں جو بے سود ہے۔ یہ اپنی جانوں پر مشقت اٹھاتے ہیں لیکن گو ہر مقصود ان سے کوسوں دور رہ جاتا ہے۔ یہ تو اصول چھوڑ چکے ہیں پھر بہتری تک رسائی کیسے ہو؟ یہ رسالت کے اصلی مقصد سے منہ موڑ چکے ہیں پھر ہدایت کا گل و گلشن کیسے ملے گا۔ حیرت و ضلالت کے بے آب و دانہ بدترین بیابانوں میں پھنس کر راہ بھول گئے پھر انھیں آبِ نجات کیسے میسر ہوگا؟

مقصود یہ ہے کہ بچاؤ اور پناہ قرآن و حدیث کے لفظوں میں اور ان کے معانی و مطالب میں ہے، پورا ایمان، بہترین تفسیر انھی میں آپ کو

ملے گی۔ اس نورانی چراغ کو چھوڑ کر جو اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں لگاتا رہے گا یونہی سر پھوڑے گا لیکن دین حق اور خدا کی ہدایت اسے ہاتھ نہ آئے گی۔

فائدہ ۹:

نیک بخت مفتی پر لازم ہے کہ جب کبھی کوئی مسئلہ اس سے پوچھا جائے تو وہ خلوص دل سے ملہم صواب رب العباد سے توفیق خیر طلب کرے، وہی بندوں کا ہادی ہے اور وہی خیر سکھانے والا ہے۔ یہ اس کی طرف جھک جائے، اس سے ہدایت و رشد اور صحت و حق طلب کرے، اور پھر صحیح علم سے جواب دے۔ یہ جس قدر بھی اپنے پروردگار کا دروازہ کھٹکھٹائے گا اتنا ہی اس کا دل روشن اور اس کا سینہ منور ہوگا اور پروردگار اسے اپنے فضل سے محروم نہیں فرمائے گا۔ جب یہ دیکھے کہ اب دل کھل گیا اور علم حاضر ہو گیا ہے تو سمجھ لے کہ یہ خدائے تعالیٰ کی مہربانی ہے، اب پوری کوشش سے حق تک پہنچ کر حق کے مطابق زبان ہلائے۔ کامل توجہ سے منبع ہدایت، معدن صواب، مطلع رشد کی یعنی قرآن و سنت اور آثار صحابہ کی طرف گہری نظر ڈالے، ان شاء اللہ اس پر حق کھل جائے گا اور ٹھوکر سے بچ جائے گا۔ پھر بھی اگر کوئی شبہ باقی رہے تو توبہ و استغفار کرے، بکثرت ذکر اللہ کرے تاکہ وہ پردہ بھی بچ میں سے اٹھ جائے۔

یاد رکھیے! علم دین نورِ خدا ہے جو بندوں کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے۔ لیکن خواہش اور معصیت جیسی تیز و تند آندھیاں اس نورانی چراغ کو یا تو گل کر دیتی ہیں یا اس کی کامل روشنی کو ماند کر دیتی ہیں۔ تو لازم ہے کہ توبہ و استغفار سے ان خطرناک ہواؤں کا زور کم کر دے یا انھیں فنا کر دے تاکہ نور حق کا چراغ اپنی پوری روشنی سے ہر حق کو اس کے سامنے جگمگا دے۔ شیخ الاسلام قدس اللہ روحہ کے سامنے جب ایسے مسائل آتے جو آپ پر گراں گزرتے اور آپ کو سخت معلوم ہوتے تو آپ اسی وقت خدا کی طرف جھک جاتے تھے، توبہ و استغفار کرنے لگے تھے، اللہ سے فریاد کرتے، اس کے آگے گر گڑا تے، عاجزی کرتے، اس سے دعائیں کرتے کہ وہ یہ مسائل ان پر آسان کر دے

اور راہِ حق دکھا دے اور ہدایت عطا فرما دے اور اپنی رحمت کے خزانے کھول دے۔ ذرا سی دیر بھی نہ لگتی کہ مددِ الہی آ پہنچتی اور دل کی مرجھائی ہوئی کلی کھل جاتی، دلیل واضح ہو جاتی اور خوشی سے مسئلے کو حل کر لیتے۔

سچ تو یہ ہے کہ جسے اس کی ہدایت ہو جائے اور جسے ہر وقت خالق کی طرف جھکنا اور اس سے التجا کرنا نصیب ہو جائے اور جس کا دل ایسے تمام مواقع پر خدا کی طرف جھکنے اور اس کے دامن رحمت کا سہارا لینے کا عادی بن جائے اسے خدا اپنا کر لینا ہے، اور جو اس خصلت خیر اور عادت نیک سے محروم رہ جائے یہ اس مسافر کی طرح ہے جسے نہ راستہ معلوم ہونے کوئی ساتھی ہو۔ جو ایسے مشکل کے وقت خدا کی طرف جھکے اور پھر حق کو حاصل کرنے میں پوری کوشش کرے وہ صراطِ مستقیم پر لگ گیا۔ دراصل یہ فضل خدا ہے جس پر اس کی مہربانی ہوتی ہے اسے عطا فرماتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل و کرم والا ہے۔

فائدہ ۱۰:

جب کسی حاکم یا مفتی کے سامنے کوئی واقعہ یا مسئلہ قضیہ آ جائے تو صورتیں ہیں: یا تو وہ اس کے صحیح فیصلے کا عالم ہو گیا یا اس کے نزدیک جانب حق کی ترجیح غلبہ ظن سے ہوگی، اور اس واقعہ کے فتوے کے متعلق وہ اپنی پوری جدوجہد اور کامل علم سے تحقیق کر چکا ہوگا اور کسی راجح جواب کی طرف مطمئن ہو گیا ہوگا۔ اگر ان دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو تو بے شک اسے فتویٰ دینا اور فیصلہ کرنا حرام ہے، بے عملی پر واجب کہاں؟ اور اگر یقینی علم یا غلبہ ظن کے نہ ہونے کے باوجود جو پوری کوشش اور تلاش کے بعد ہوتا ہے، پھر بھی اس نے دلیری کی اور مسائل کا جواب یا جھگڑے کا فیصلہ کر دیا تو وہ اللہ کے عذابوں کے لیے تیار رہے، کیوں کہ اس نے اپنے پروردگار کو ناراض کر لیا اور ان چار حرماتوں میں سے ایک کا ارتکاب کیا جو فرمانِ خدا ﷻ قتل انما حرم ربی الفواحش الخ [الاعراف ۷: ۳۳] والی آیت میں سب سے بڑی حرمت ہے۔ یعنی ہر ظاہری اور باطنی فحش کاری، گناہ، سرکشی جو ناحق ہو اور خدا کے ساتھ شرک کرنا جس کی کوئی آسمانی دلیل نہیں اور خدا کا نام لے کر اس کی

طرف منسوب کر کے وہ کہنا جس کا علم نہ ہو، یہ سب اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے۔ اسی لیے حصر کا کلمہ کہہ کر ان چار چیزوں کو جناب باری تعالیٰ نے حرام فرما دیا ہے جو کسی حالت میں حلال نہیں۔ نیز اس پر یہ وعید بھی صادق آگئی جو قرآن نے فرمائی ہے کہ

”شیطانی قدموں کے پیچھے نہ لگو وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے وہ تمہیں برائی کا فتنہ کاری کا اور خدا پہ وہ بات کہنے کا حکم دیتا ہے جسے تم نہ جانتے ہو۔“ [البقرہ ۲: ۱۶۸، ۱۶۹]

ٹھیک اسی طرح ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

”جو شخص لاعلمی پر فتویٰ دے اس کا گناہ اس مفتی پر ہی ہے۔“
نیز یہ شخص ان تین قسم کے قاضیوں میں سے ہو گیا جن کی نسبت فرمان ہے کہ یہ جہنمی ہیں۔

یہ تو اس وقت تھا جب کہ اُسے جواب کا یقین علم یا غالب گمان سے حاصل نہ ہو۔ اگر حاصل ہو تو اب اسے اس کے خلاف فتویٰ دینے سے پرہیز کرنا بھی اشد ضروری ہے، جو اجماعاً اور دین اسلام سے ضرورتاً معلوم ہے۔ اگر اس نے ایسا کیا تو پھر بھی یہ ان تین قاضیوں، مفتیوں اور گواہوں میں سے ہو جائے گا جو دوزخی ہیں۔ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ بے علم شخص جو فتویٰ دے وہ بڑے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہے، پھر باوجود علم کے جو خلاف اصل و شرع اور غلط فتویٰ دے سوچ لو کہ اس کا گناہ کتنے بڑے درجے کا ہوگا!

سوحاکم مفتی اور گواہ ان میں سے ہر ایک حکم خدا کی خبر دینے والا ہوتا ہے۔ حاکم اپنا حکم جاری کر دیتا ہے، مفتی حکم تو دیتا ہے لیکن اُسے نافذ کرنے پر قدرت نہیں رکھتا۔ گواہ گویا واقعہ کی ترتیب اس طرح دیتا ہے جس پر حکم شرعی چسپاں ہو جائے۔ پس ان تینوں میں سے جس نے بھی اپنے علم کے خلاف کہا اس نے عداً خدا پر جھوٹ باندھا۔ قرآن فرماتا ہے:

”قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ ان کے منہ کالے ہوں گے جو خدا پر جھوٹ بولتے ہیں۔“

اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو خدا پر اور خدا کے دین میں جھوٹ بولے؟ اگر ان تینوں میں سے کسی نے علم کے بغیر زبان کھولی تو گوئی الواقعہ درست بات ہی کہے، اس نے جہالت کے ساتھ خدا کے ذمہ جھوٹ باندھا۔ تاہم ان کا جھوٹ ہلکا نہیں ہونے کا کیوں کہ انہوں نے وہ خبر دی جس کی اجازت خدا کی طرف سے نہ تھی۔ خیال تو فرمایے کہ جو شخص کسی بدکاری پر کسی کو دیکھ لے پھر دوسروں کو خبر کرے تو گو وہ فی الحقیقت سچا ہی ہو لیکن جب تک کہ چار گواہ نہ ہو جائیں خدا کے نزدیک جھوٹا رہتا ہے۔ کیوں کہ اس نے وہ خبر اڑائی جس کا خبر دینا اس کے لیے خدا کی طرف سے جائز نہ تھا۔ تو جب یہ شخص جو فی الواقعہ سچا تھا خدا کے نزدیک محض اس وجہ سے جھوٹا ٹھہرا کہ اس کے لیے اس سچی خبر کا بھی منہ سے نکالنا جائز نہ تھا جب تک کہ چار گواہ نہ ہو جائیں پھر اس کا کیا حال ہوگا جو فی الواقعہ سچا بھی نہیں اور جسے اس بات کو منہ سے نکالنے کی اجازت خداوندی بھی نہیں، یہ تو خدا کا وہ حکم بیان کرتا ہے جس کی نسبت خود اسے معلوم بھی نہیں کہ اللہ نے یہ حکم دیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ السِّنْتُكُمْ الْكَذِبَ هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۝ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝﴾

[النحل ۱۶: ۱۱۷، ۱۱۸]

”اپنی زبان سے غلط ملط نہ بک دیا کرو کہ یہ حلال ہے یہ حرام ہے، اللہ پر جھوٹ افترانہ باندھ لیا کرو، یہ حقیقت ہے کہ اللہ پر جھوٹ بہتان باندھنے والے ناکام رہتے ہیں۔ یوں ہی تھوڑا سا فائدہ چاہیں اٹھالیں لیکن آخر دردناک عذابوں کا شکار بنیں گے۔“

نیز فرمان ہے:

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالْحَقِّ﴾

إِذْ جَاءَهُ طَالِيسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿٣٩﴾

[الزمر: ٣٩]

”اُس سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں جو خدا پر خلاف واقعہ باندھ لے اور اپنے پاس آئی ہوئی سچائی کا انکار کر دے۔“

یاد رہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھنا حق و صداقت کے جھٹلانے کو تلزم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا طُؤَلِئِكَ يُعْرِضُونَ عَلَىٰ رَبِّهِمْ وَيَقُولُ أَلَا شَهِادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ۚ أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ﴾

[ہود: ١٨]

”بہت بڑا ظلم کرنے والے وہ ہیں جو اللہ پر جھوٹ افتر کر لیں، یہ خدا کے سامنے پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں

گے کہ یہ ہیں جو اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے۔ سنو! ان ظالموں پر خدا کی پھٹکار ہے۔“

یہ صحیح ہے کہ یہ آیتیں بہ اعتبار شان نزول مشرکین و کفار کے بارے میں ہیں لیکن بہ اعتبار اپنی عمومیت کے حکم کے لحاظ سے ہر اس شخص کو شامل ہیں جو خدا کی توحید میں، خدا کے دین میں، خدا کے ناموں میں، خدا کی صفتوں میں، خدا کے فعلوں میں اللہ کے ذمے جھوٹ بات کہے۔ ہاں وہ لوگ اس وعید شدید سے بچے ہوئے ہیں جو کسی شرعی مسئلہ میں اپنی طاقت کے مطابق کوشش کریں اور خوب چھان بین کریں، حق کی تلاش میں طاقت بھر دوڑیں۔ لیکن پھر بھی غلطی کر جائیں ایسے لوگ تو مستحق اجر ہیں۔ کیوں کہ ان کا مقصود خدا کی اطاعت ہے گو غلطی کر گئے۔ وباللہ التوفیق [جاری ہے]



شیخ الحدیث حافظ عبدالستار حسن صاحب (آف لیہ) کا انتقال پر ملال

حضرت مولانا حافظ عبدالستار حسن صاحب امیر جمعیت اہل حدیث لیہ اور شیخ الحدیث جامعہ شریعہ والصناعہ کوٹ اڈو ضلع مظفر گڑھ طویل علالت کے بعد ۲۰ جنوری ۲۰۰۹ء بروز پیر وفات پا گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم مسلک اہل حدیث کے محقق عالم دین تھے۔ ان کی زندگی کا بیشتر حصہ تعلیم و تعلم میں گزرا۔ بے شمار ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ ان کی خدمات ضلع بھر میں تھیں۔ احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ [قاری عبید اللہ عقیف کوٹ اڈو، ضلع مظفر] الاعتصام مولانا عبدالستار حسن جماعت اہل حدیث کے بزرگ عالم دین تھے۔ ان کی دینی خدمات کا دائرہ بڑا وسیع ہے۔ بے شمار ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ اراکین الاعتصام مرحوم کے لیے مغفرت اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتے ہیں۔ [محمد سلیم چنیوٹی]

دعائے صحت کی درخواست

حضرت شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ عقیف ؒ نے دفتر الاعتصام میں اطلاع دی ہے کہ ان کے بھانجے محمد اسحاق صاحب اور بچے کی والدہ یعنی مولانا عقیف ؒ کی ہمشیرہ بھی علیل ہیں۔ احباب دعا فرمائیں اللہ کریم سب بیماروں کو شفاء کا ملہ سے نوازے، آمین۔ [محمد سلیم چنیوٹی]

خصوصی دعائے صحت

جناب حاجی محمد رشید صاحب گورنمنٹ اسلامیہ کالج سول لائن لاہور کے بھائی محمد بشیر اور بھتیجا مبشر سحانی صاحب ان دنوں علیل ہیں۔ احباب سے گزارش ہے کہ تینوں احباب کے لیے دعائے صحت فرمائیں۔ اللہم اشفہم شفاء کاملًا عاجلاً۔ آمین [محمد ابراہیم خلیل منصور پوری، قاری گورنمنٹ اسلامیہ کالج، سول لائن لاہور]

اسلامی مہینے اور ان کا تعارف ④

مولانا محمد ارشد کمال

شعبان المعظم:

شعبان اسلامی سال کا آٹھواں قمری مہینہ ہے۔ اس کا تلفظ یوں ہے: ش مفتوح (ش) ع ساکن (ع) اور ب مفتوح (ب) یعنی شَعْبَان۔

لفظ شعبان 'شعب' سے مشتق ہے۔ شعب باب فتح مفتوح اور سمع یسمیع سے مصدر ہے۔ شعبان کی جمع شعبانات اور شعبائین آتی ہے۔ علاوہ ازیں یہ لفظ ہمیشہ مذکر ہی استعمال ہوتا ہے۔ شعب لغت اضداد میں سے ہے یعنی اس کا معنی جدا کرنا، اور جمع کرنا دونوں آتے ہیں۔

محاورہ ہے: اشعب لی شعبة من المال

یعنی "اپنے مال میں سے ایک حصہ میرے لیے جدا کر دو۔"

اور کہا جاتا ہے: شعب الی القوم

"وہ اپنی قوم سے جا ملا۔"

'شعبان' کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ دورِ جاہلیت میں عربوں میں لوٹ مار عام تھی۔ لیکن حرمت والے مہینوں میں احتراماً وہ لوگ اس فعل سے باز رہتے۔ چنانچہ ماہِ رجب کی حرمت کی وجہ سے لوٹ مار سے وہ رکے رہتے اور پھر جب شعبان شروع ہوتا تو غارت گری اور ڈاکہ زنی کے لیے ادھر ادھر پھیل جاتے تھے۔ اسی مناسبت سے اس مہینے کا نام شعبان رکھا گیا۔

علامہ ابن منظور "لسان العرب" میں لکھتے ہیں:

وشعبان اسم للشهر سمی بذلك لتشعبهم فيه ای

تفرقهم فی طلب المیاء، وقیل فی الغارات۔

"شعبان ایک مہینے کا نام ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے

میں عرب لوگ پانیوں کی طلب کے لیے نکل کھڑے ہوتے اور پھیل جاتے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مہینے میں لوٹ مار کے لیے نکلتے تھے۔"

علامہ سخاوی لکھتے ہیں:

شعبان من تشعب القبائل وتفرقها للغارة۔

یعنی "شعبان کا نام اس لیے ہے کہ اس میں عرب قبائل لوٹ مار کے لیے متفرق ہو جاتے تھے۔"

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

"اہل عرب اس مہینے میں پانی کی تلاش میں متفرق ہو جایا کرتے تھے یا ماہِ رجب کے خاتمہ پر جس میں اہل عرب قتل و غارت وغیرہ سے بالکل رک جایا کرتے تھے اس ماہ میں وہ پھر سے ایسے مواقع تلاش کرتے۔ اسی لیے اس ماہ کو انھوں نے شعبان سے موسوم کیا۔"

[بخاری مترجم از مولانا داود راز: ۳/۲۱۸]

علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں:

شعبان مشہور مہینا ہے اس کو شعبان اس لیے کہا کہ لوگ اس میں لوٹ پوٹ اور کمائی کے لیے متفرق ہوتے تھے۔ [لغات الحدیث: ۲/۲۸۳]

ماہ شعبان کو دورِ جاہلیت میں عاذل اور عل بھی کہا جاتا تھا۔

ماہ شعبان اور کثرتِ صیام: ماہ شعبان میں رسول اللہ ﷺ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ نفلی روزے رکھا کرتے تھے جیسا کہ درج

ذیل احادیث میں ہے۔

❁..... سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ يَصُومُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ إِلَّا شَعْبَانَ

وَرَمَضَانَ - [ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی

وصال شعبان بر رمضان، رقم: ۷۳۶]

”میں نے نبی ﷺ کو شعبان اور رمضان کے علاوہ کسی مہینے کے لگا تار روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔“

.....سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ أَحَبَّ الشُّهُورِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنْ يَصُومَهُ شَعْبَانَ ثُمَّ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ - [ابوداؤد، کتاب الصیام،

باب فی صوم شعبان، رقم: ۲۴۳۱، اسنادہ صحیح]

”رسول اللہ ﷺ کو روزے رکھنے کے لیے شعبان کا مہینہ سب سے زیادہ پسند تھا۔ پھر آپ اسے گویا رمضان ہی سے ملا دیتے تھے۔“

.....سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَصُومُ حَتَّى نَقُولَ لَا يُفْطِرُ، وَيُفْطِرُ حَتَّى نَقُولَ لَا يَصُومُ، وَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ إِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَأَيْتُهُ أَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِي شَعْبَانَ - [بخاری، کتاب الصوم، باب

صوم شعبان، رقم: ۱۹۶۹]

”رسول اللہ ﷺ نفلی روزہ رکھنے لگتے تو ہم آپس میں کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنا چھوڑیں گے نہیں اور جب روزہ چھوڑ دیتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ میں نے رمضان کے علاوہ آپ ﷺ کو کبھی پورے مہینے کا روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں ان میں سے کسی مہینے میں اس سے زیادہ روزے رکھتے آپ کو نہیں دیکھا۔“

.....سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ

لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ - [بخاری، کتاب الصوم،

باب صوم شعبان، رقم: ۱۹۷۰]

”نبی ﷺ شعبان سے زیادہ نفلی روزے اور کسی مہینے میں نہیں

رکھتے تھے بلاشبہ آپ شعبان میں اکثر روزے رکھتے۔“

ان مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے مہینوں کی بہ نسبت شعبان میں زیادہ نفلی روزے رکھا کرتے تھے۔

مذکورہ بالا حدیث میں لفظ ”کلہ“ کا معنی اکثرہ یعنی کثرت سے ہے۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں:

وروى عن ابن المبارك أنه قال في هذا الحديث:

هو جائز في كلام العرب، إذا صام أكثر الشهر أن

يقال: صام الشهر كله، ويقال: قام فلان ليلة

أجمع، ولعله تعشى واشتغل ببعض أمره۔ كان

ابن المبارك قد رأى كلا الحديثين متفقين يقول:

إنما معنى هذا الحديث أنه كان يصوم أكثر

الشهر۔ [ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی وصال

شعبان بر رمضان]

”امام عبد اللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ انھوں نے اس

حدیث کے بارے میں فرمایا: جب کسی مہینے میں زیادہ روزے

رکھے جائیں تو کلام عرب میں جائز ہے کہ کہا جائے پورا مہینا

روزے رکھے ہیں۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے

ساری رات قیام کیا۔ حالاں کہ اس نے کھانا بھی کھایا ہوتا ہے

اور بعض دوسرے کاموں میں بھی مصروف اور مشغول رہا ہوتا

ہے (یعنی کثرت پر کل کا اطلاق ہو جاتا ہے) گویا ابن مبارک

کے نزدیک ان دونوں احادیث کے معنی میں اتفاق ہے

اختلاف نہیں۔ الغرض اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ آپ ﷺ

شعبان میں کثرت کے ساتھ روزے رکھتے تھے۔“

حافظ ابن حجر بھی اسی مفہوم کو درست قرار دیتے ہیں کیوں کہ اس کی

تائید صحیح مسلم کی (عبد اللہ بن شفیق عن عائشہ) اور نسائی کی (سعد بن

ہشام، عنہا) روایتوں سے بھی ہوتی ہے جن کے الفاظ یہ ہیں: ولا

شہرا كاملا

یعنی رمضان کے سوا کبھی مہینا بھر کے روزے نہیں رکھے۔

اہل علم نے ان احادیث میں تطبیق کی کئی ایک صورتیں بیان کی ہیں:

- ①..... یہ نہی تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی
- ②..... یہ ممانعت ان لوگوں کے لیے ہے جو کمزور ہوں یا جنہیں کثرتِ صیام سے کمزوری کا خطرہ ہو۔
- ③..... یہ ممانعت ان لوگوں کے لیے ہے جو نصف شعبان کے بعد خصوصی اہتمام سے روزے رکھتے ہوں لیکن اگر کسی کا معمول ہو جیسا کہ نبی ﷺ کا تھا تو پھر کوئی حرج نہیں۔
- ④..... امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ومعنى هذا الحديث عند بعض اهل العلم، ان يكون الرجل مفطرا، فإذا بقى من شعبان شيء أخذ في الصوم لحال شهر رمضان. وقد روى عن ابى هريرة، عن النبى ﷺ ما يشبه قولهم حيث قال: « لا تقدموا شهر رمضان بصيام إلا أن يوافق ذلك صوما كان يصومه أحدكم » وقد دل فى هذا الحديث إنما الكراهية على من يتعمد الصيام لحال رمضان. [ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فى كراهية الصوم فى النصف]

”بعض اہل علم کے نزدیک اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ آدمی شعبان کے پہلے پندرہ دن تو روزہ نہ رکھے مگر جب آدھا باقی رہ جائے تو رمضان کی خاطر روزے رکھنے شروع کر دے۔“ اس مفہوم سے ملتی جلتی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”تم رمضان کے استقبال میں روزہ نہ رکھو مگر یہ کہ تم میں سے کوئی ایک (معمول کے ساتھ پہلے سے) روزہ رکھتا ہو تو اس کی روزے کے ساتھ موافقت ہو جائے۔ (مثلاً پیر اور جمعرات کا روزہ) یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ روزہ رکھنے کی ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو عمداً رمضان کی خاطر (نصف شعبان کے بعد) روزہ رکھے۔“

شعبان میں کثرتِ صیام کی حکمت: ماہ شعبان میں آپ ﷺ کے زیادہ روزے رکھنے کی بہت سی حکمتیں بیان کی گئی ہیں۔ تاہم ان میں سب سے اولیٰ حکمت وہ ہے جس کا ذکر سنن نسائی کی ایک روایت میں آیا ہے۔ چنانچہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو کسی مہینے میں اتنے (نفل) روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا جتنے آپ شعبان میں رکھتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« ذَلِكَ شَهْرُ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ فَأُحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا نَائِمٌ » [نسائی، کتاب الصیام، باب صوم النبى بابى هو وامى وذكر اختلاف الناقلين للخبر فى ذلك، رقم: ۲۳۵۷]

”شعبان وہ مہینا ہے جس میں لوگ رجب اور رمضان کے درمیان روزے سے غافل ہو جاتے ہیں۔ حالاں کہ یہ ایسا مہینا ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال روزے کی حالت میں اوپر اٹھائے جائیں۔“

نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

« إِذَا بَقِيَ نِصْفُ مِنْ شَعْبَانَ، فَلَا تَصُومُوا » [ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فى كراهية الصوم فى النصف الباقى من شعبان، رقم: ۷۳۸ وقال: حديث حسن صحيح]

”جب آدھا شعبان باقی رہ جائے تو تم روزہ نہ رکھو۔“ اس حدیث میں نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ لیکن دوسری احادیث میں یہ ہے کہ آپ ﷺ اس مہینے میں کثرت سے روزے رکھتے تھے اور کثرت کا مفہوم تب ہی صادق آتا ہے جب نصف سے زیادہ روزے رکھے جائیں۔

مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، تحفۃ الاحوذی [۳/۳۹۹، ۵۰۰] شعبان کے آخری دنوں کا روزہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَتَقَدَّرُ مَنْ أَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ رَجُلٌ كَانَ يَصُومُهُ صَوْمًا، فَلْيَصُمْ ذَلِكَ الْيَوْمَ» [بخاری، کتاب الصوم، باب لا يتقدم من رمضان بصوم

يوم ولا يومين، رقم: ۱۹۱۴]

”تم میں سے کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کے آخری دنوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے، البتہ اگر کوئی ان میں روزے رکھنے کا عادی ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔“ یعنی اگر کوئی شخص ہر ہفتے میں پیر یا جمعرات کا روزہ رکھتا ہے یا کسی اور دن کا یا وہ داوودی روزہ رکھنے کا عادی ہے اور اتفاق سے وہ دن شعبان کی آخری تاریخوں میں آجاتا ہے تو ایسے شخص کے لیے کوئی ممانعت نہیں ہے وہ روزہ رکھ سکتا ہے۔ ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو ان روزوں کا عادی نہ ہو اور رمضان کے استقبال کے لیے روزے رکھے۔

نیز یہ ممانعت ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو از روئے احتیاط رمضان کی نیت سے روزے رکھتے ہیں کہ کہیں رمضان شروع نہ ہو گیا ہو۔ پس اس قسم کا احتیاط لغو ہے۔ واللہ اعلم

..... سیدنا عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک آدمی کو کہا:

«هَلْ صُمْتَ مِنْ سَرَرِ هَذَا الشَّهْرِ شَيْئًا» يَعْنِي شَعْبَانَ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَقَالَ لَهُ: «إِذَا أَفْطَرْتَ رَمَضَانَ، فَصُمْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ» [مسلم، کتاب الصیام،

باب صوم سرر شعبان، رقم: ۲۷۵۳]

”کیا تو نے شعبان کے آخر میں کوئی روزہ رکھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب رمضان ختم ہو جائے تو (اس کے بدلے میں) ایک یا دو روزے رکھ لینا۔“ یہ دونوں احادیث بھی باہم متعارض نظر آتی ہیں لیکن امام نووی

نے علامہ مازنی وغیرہ کے حوالے سے اس تعارض کا یوں ازالہ فرمایا ہے: وهو أن هذا الرجل كان معتاداً للصيام آخر الشهر أو نذره فتركه لخوفه من الدخول في النهي عن تقدم رمضان فبين له النبي ﷺ أن الصوم المعتاد لا يدخل في النهي وإنما ينهى عن غير المعتاد۔ واللہ أعلم [مسلم مع شرح نووی: ۱/۳۶۸]

”بے شک وہ آدمی (جسے آپ ﷺ نے یہ حکم دیا) مہینے کے آخر میں روزہ رکھنے کا عادی تھا یا اس نے نذر مان رکھی تھی تو اس نے یہ روزہ استقبال رمضان کے روزے کی ممانعت کے ڈر سے یہ چھوڑا تھا تو نبی ﷺ نے اس سے بیان کیا کہ یہ نبی نفلی روزوں کے عادی آدمی کے لیے نہیں، غیر عادی کے لیے ہے۔ واللہ اعلم“

شعبان کے دنوں کو شمار کرنا: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَحْصُوا هَلَالَ شَعْبَانَ لِرَمَضَانَ» [ترمذی، کتاب

الصوم، باب ما جاء في احصاء هلال شعبان لرمضان، رقم: ۶۸۷]

”تم شعبان کے چاند کو رمضان کے لیے شمار کرو۔“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَتَحَفَّظُ مِنْ شَعْبَانَ مَا لَا يَتَحَفَّظُ مِنْ غَيْرِهِ، ثُمَّ يَصُومُ لِرُؤْيَا رَمَضَانَ فَإِنْ غَمَّ عَلَيْهِ عَدَّ ثَلَاثِينَ يَوْمًا ثُمَّ صَامَ - [ابوداؤد، کتاب الصیام، باب اذا غمى الشهر، رقم: ۲۳۲۵ وسندہ

صحیح]

”رسول اللہ ﷺ شعبان کی تاریخوں کی اتنی نگہداشت رکھتے تھے کہ دوسرے مہینوں میں اتنی نگہداشت نہیں رکھتے تھے، پھر چاند کی طرح رمضان کے روزے شروع کرتے اگر کبھی (شعبان کی انتیس تاریخ کو) مطلع ابر آلود ہوتا تو (شعبان کے) تیس

دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرتے۔“

معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ شعبان کے دنوں کی دوسرے مہینوں کی نسبت بہت زیادہ حفاظ کرتے تھے۔ انہیں شمار کرتے رہتے اور صحابہ کرام کو بھی حکم دیتے تاکہ رمضان کے روزے شعبان کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائیں۔

..... سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا:

«صُومُوا لِرُؤُوسِهِ وَأَفْطِرُوا لِرُؤُوسِهِ فَإِنْ غَبَى عَلَيْكُمْ فَاصْكُمُوا عِدَّةَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ» [بخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْهَلَالَ.....، رقم: ۱۹۰۹]

”تم (رمضان کا) چاند دیکھ کر ہی روزے شروع کرو اور (شوال کا) چاند دیکھ کر ہی روزے موقوف کرو۔ اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرو۔“

اس حدیث سے بھی یہ مسئلہ اخذ ہوا کہ شعبان کے دنوں کو باقاعدہ اہتمام کے ساتھ شمار کرنا چاہیے تاکہ شعبان اور رمضان کے روزوں میں تمیز ہو سکے نیز مشکوک دن اور رمضان کے استقبالی روزے سے بچا جاسکے۔

شعبان کی پندرھویں رات: شعبان کی پندرھویں رات کو لیلۃ البراءۃ، لیلۃ الصک اور لیلۃ المبارکہ بھی کہا جاتا ہے۔ مگر عرف عام میں یہ رات ”شب براءت“ کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ عام بول چال میں بعض لوگ اسے ”شب رات“ بھی کہتے ہیں۔

شب براءت دراصل فارسی اور عربی یا اردو کے دو لفظوں کا مجموعہ ہے۔ شب فارسی میں رات کو کہتے ہیں۔ اور براءت اگر الف اور ت کے درمیان ہمزہ (ء) ہو تو یہ عربی کا لفظ ہے۔ یعنی براءت جس کے معنی بری ہونے اور نجات پانے کے ہیں قرآن مجید میں ہے:

﴿بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِّنْ

الْمُشْرِكِينَ﴾ [التوبة: ۱۱]

”اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے اُن مشرکوں کی طرف بری الذمہ ہونے کا اعلان ہے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا۔“

اگر لفظ براءت کے اور ت کے درمیان ہمزہ نہ ہو تو یہ سنسکرت سے ماخوذ ہوگا جو فارسی اور اردو دونوں میں الگ الگ معنی کے لیے بولا جائے گا۔ اردو میں اس سے مراد وہ جلوس ہے جو دولہا کی شادی میں اس کے ساتھ جاتا ہے اور فارسی میں براءت بمعنی حصہ، نقد، تقدیر وغیرہ ہے۔

شعبان کے پندرھویں رات کے یہ سب نام جو اوپر بیان ہوئے ہیں کتاب وسنت میں ان کا کوئی وجود نہیں ملتا اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے اس رات کی کوئی فضیلت ثابت ہے۔ اس ضمن میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی، سب کی سب ضعیف یا موضوع ہیں۔ لہذا بعض علماء کا ان روایات کو متعدد طرق کی بنا پر صحیح یا حسن کہنا کسی طرح بھی درست نہیں کیوں کہ!

ایک ضعیف سند والی روایت بذات خود ضعیف ہے جب کہ دوسری روایت حسن لذاتہ ہے۔ لہذا یہ ضعیف روایت اس حسن لذاتہ کے ساتھ مل کر حسن بن جاتی ہے یہ بات تو درست ہے۔

لیکن ایک ضعیف سند والی روایت بذات خود ضعیف ہے اور اس مفہوم کی دوسری ضعیف و مردود روایات سے اسے صحیح یا حسن قرار دینا کسی بھی لحاظ سے درست نہیں۔ کیوں کہ ضعیف + ضعیف + ضعیف سے ضعف بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا۔ امام ترمذی کے علاوہ عام محدثین کے ہاں بھی ایسی روایات حجت کے قابل نہیں۔☆

علامہ ابوبکر بن العربی لکھتے ہیں:

”ولیس فی لیلة النصف من شعبان حدیث یعول علیہ لا فی فضلہا ولا فی نسخ الاجال فیہا فلا تلتفتوا الیہا۔“ [احکام القرآن: ۱۶۹۰/۴]

”شعبان کی پندرھویں رات اور اس کی فضیلت کے متعلق کوئی بھی حدیث قابل اعتماد نہیں اور نہ ہی اس رات موت کے فیصلے

☆..... محترم ارشد کمال صاحب کارہجان ان روایات کے عدم ثبوت کی طرف ہے۔ جب کہ کئی ایک محققین اہل علم کے نزدیک یہ روایات اپنے ضعف کے باوجود کسی نہ کسی حد تک پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہیں۔ مگر اس سے وہ بدعات ثابت نہیں ہو جاتیں جو ہمارے عوام میں رائج ہیں۔ [ع۔و]

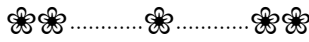
کی منسوخی کے متعلق کوئی (صحیح) روایت ہے۔ لہذا آپ ان
نا قابل اعتماد روایات کی طرف ذرہ بھی التفات نہ کریں۔“

معلوم ہوا کہ شعبان کی پندرہویں رات بھی عام راتوں جیسی
ایک رات ہے اس کی کوئی خاص فضیلت کتاب وسنت میں نہیں آئی۔
لہذا اس میں بھی عام راتوں کی طرح اپنی عادت کے مطابق ہی
عبادت کرنی چاہیے۔

جس طرح شعبان کی پندرہویں رات کے متعلق کتاب وسنت
سے کچھ ثابت نہیں ایسے ہی پندرہویں دن کے متعلق بھی کوئی خاص حکم یا
فضیلت کتاب وسنت میں نہیں آئی۔ اس لیے اس دن کو خاص کر کے
روزہ رکھنا درست نہیں۔

شعبان کی پندرہویں شب میں ہونے والی بدعات بے شمار ہیں جیسے:

- ①..... صلاة الخیر یا صلاة الفیہ، ②..... قبرستان جانا
- ③..... مساجد اور گھروں میں چراغاں کرنا
- ④..... مساجد میں اجتماع اور شور و غوغا، ⑤..... آتش بازی
- ⑥..... حلوہ خوری، ⑦..... مسور کی دال پکانا
- ⑧..... برتنوں کا بدلنا اور گھروں کی لپیٹائی وغیرہ
- ⑨..... بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فاتحہ
- ⑩..... شب برات کی نیت سے ساری رات کا قیام اور دن کو
روزہ رکھنا۔



”زاد الخییب“

کے متعلق شمارہ نمبر ۲ میں چھپنے والے اشتہار میں پشاور اور گوجراں والا کے پتہ جات غلطی سے چھپ گئے تھے،

لہذا کتاب کے لیے ان مذکورہ شہروں میں رابطہ نہ کیا جائے۔ [ادارہ]

دعائے صحت

میاں فضل حق مرحوم و مغفور کے صاحب زادہ گرامی قدر، انجمن جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے صدر محترم جناب میاں نعیم الرحمن طاہران دنوں
خاصے علیل ہیں، حالت انتہائی تشویش ناک ہے، شوکت خانم ہسپتال (جوہر ٹاؤن لاہور) کے انتہائی نگہداشت وارڈ میں زیر علاج ہیں۔
جملہ احباب جماعت سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ [پروفیسر محمد یاسین ظفر۔ فیصل آباد]

کمپوزر و لائبریرین کی ضرورت ہے

ہمیں ایک ایسے فاضل لائبریرین کی فوری ضرورت ہے جو کمپوزنگ کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔ کتب کی ترتیب اور فہرست بنانا جانتا ہو۔
معقول معاوضہ اور رہائش دی جائے گی۔ [ابوالاحشام حمزہ طور، فون: 0333-8112611 گوجراں والا]

ضرورت ہے

زیر سرپرستی مولانا محمد یاسین شاد صاحب جامع مسجد السلام اہل حدیث (نئی تعمیر شدہ) ملتان میں دارالمطالعة قائم کیا گیا ہے۔ یہاں علوم
القرآن والحديث کی کتب کی ضرورت ہے۔ خصوصاً مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی رحمہ اللہ کی جملہ تصانیف اور کتاب صلوٰۃ الرسول و دودرجن
درکار ہیں۔ [احمد دین سعودی، انچارج دارالمطالعة موبائل نمبر: 0301-7578681]

مشکل وقت میں کس کو پکارنا چاہیے؟

ابوعمار عبدالرحمن بلتستانی

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ﴿

[یونس ۱۰: ۶۰، ۱۰۷]

”اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکارو جو تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان۔ اگر ایسا کرو گے تو ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اگر اللہ تمہیں کسی مصیبت میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال دے اور اگر وہ تمہارے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کر لے تو اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے اور وہ بخشنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔“

اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہیں پکارنا چاہیے کیوں کہ وہ نہ نفع کے مالک ہیں نہ نقصان کے، نیز اگر انسان کو کوئی مصیبت آ جائے تو بھی اس کو دور کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ طَهُ إِلَهُ مَعَ اللَّهِ طَقَلِيلًا مَا تَذْكُرُونَ﴾ [النمل ۲۷: ۶۲]

”کون ہے جو بے قرار کی دعا سنتا ہے جب کہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف کو دور کرتا ہے اور (کون ہے جو) تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کم ہی سوچتے ہو۔“

یعنی جب کوئی بے قرار شخص اپنی بے قراری کے وقت دعا کرتا ہے تو اس کی پکار کو سن کر اس کو اس کی بے قراری اور مصیبت کو دور کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله اما بعد!

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم .

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ طَاِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَجِرِيْنَ﴾ [المؤمن ۴۰: ۶۰]

”اور تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھے پکارو میں تمہاری مراد پوری کروں گا یقین مانو جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔“

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَ خُفْيَةً طَاِنَّهٗ لَا يَجِبُ الْمُتَعَدِّيْنَ﴾ [الاعراف ۷: ۵۵]

”تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو گڑگڑا کر اور چپکے چپکے بھی، واقعی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ناپسند کرتا ہے جو حد سے نکل جائیں۔“

قرآن مجید میں اکثر جگہ پر یہ بات بیان ہوئی ہے کہ مصیبت کے وقت صرف اور صرف اللہ ہی کو پکارا جائے اور اللہ ہی سے مدد مانگی جائے۔ اسی طرح قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ اپنی مشکلات میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو نہ پکارا جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنَّ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۝ وَاِنْ يَنْسَسَكَ اللَّهُ بُضْرًا فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ لِفَضْلِهٖ طَيُصِيبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ طَوَّ هُوَ

اللہ کے سوا جن سے دعائیں کی جاتی ہیں وہ کس قدر کمزور اور بے بس ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

﴿وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ ۚ لَا

أَيَّانَ يُبْعَثُونَ﴾ [النحل ۱۶: ۲۱۰]

”اور جن جن کو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں، انھیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ دوبارہ کب اٹھائے جائیں گے۔“

یعنی پکارنے اور مدد مانگنے کے لائق صرف وہ ذات ہے جس نے تمام انسانوں کو پیدا کیا۔ دوسری ہمتیاں جنھیں لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہے بلکہ وہ خود مخلوق ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾

[الاعراف ۷: ۱۹۷]

”وہ لوگ جنھیں تم اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہو وہ تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتے اور نہ وہ اپنی مدد ہی کر سکتے ہیں۔“ نیز فرمایا:

﴿أَيُّشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ﴾

[الاعراف ۷: ۱۹۲، ۱۹۱]

”کیا ایسے لوگوں کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہوں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں جو نہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ اپنی مدد پر قادر ہیں۔“

خالق کائنات نے قرآن میں واضح کیا ہے کہ معبود ہونے کے لیے خالق ہونا ضروری ہے اور میں اکیلا ہی خالق ہوں اور کوئی خالق نہیں۔ تم جنھیں اللہ کے سوا پکارتے ہو کیا انھوں نے کچھ پیدا کیا؟ چناں چہ ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَدْعَيْكُمْ مَّا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَدُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اِيتُونِي بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثَرٍ ۚ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

[الاحقاف ۴: ۴۶]

”کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے بھی دیکھاؤ کہ انھوں نے زمین کا کون سا ٹکڑا بنایا ہے یا آسمانوں میں ان کا کون سا حصہ ہے، اگر تم سچے ہو تو اس سے پہلے ہی کوئی کتاب یا کوئی علم ہی جو نقل کیا جاتا ہے میرے پاس لاؤ۔“

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن مشرکین پر اپنی حجت پوری کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ اِلٰهِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَن دَعْوٰتِهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءٌ وَكَانُوْا

بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ﴾ [الاحقاف ۴۶: ۶۰]

”اس آدمی سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا انھیں پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ وہ ان کی دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ اور جب تمام انسان جمع کیے جائیں گے اس وقت وہ (معبودانِ باطلہ) پکارنے والوں کے دشمن بن جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔“

اسی لیے رسالت مآب ﷺ نے شرک کی خطرناکی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

«مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ نَذًا دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُو لِلَّهِ نَذًا دَخَلَ الْجَنَّةَ»

”جو شخص اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے سوا اوروں کو بھی اس کا شریک ٹھہراتا رہا ہو تو وہ جہنم میں جاتا ہے اور جو شخص اس حالت میں مرے کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراتا رہا ہو وہ جنت میں جاتا ہے۔“ [بخاری: ۴۴۹۷]



حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ کے استاذ

حضرت مولانا عبدالعزیز کو موی رحمہ اللہ

کے بعض خاندانی حالات

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد رفیق اثری کا مکتوب گرامی

الاساتذہ ہیں۔ اللہ نے ان کو بہت سے اوصاف سے نوازا ہے۔ ان کا مکتوب گرامی ذیل میں درج کیا جا رہا ہے جو انھوں نے ۷۔ جنوری ۲۰۰۹ء کو ارسال فرمایا اور مجھے ۱۲۔ جنوری کو ملا..... خدمت حدیث سے متعلق مولانا اثری کی تحریری مساعی جیلہ کا تذکرہ میں نے اپنی تازہ مطبوعہ کتاب ”دبستان حدیث“ میں کیا ہے۔ مجھے احساس ہے کہ تذکرہ مختصر رہا اور میں اس کا حق ادا نہیں کر سکا۔

اب مولانا مدوح کا مکتوب گرامی پڑھیے..... (محمد اسحاق بھٹی) محترم جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

چند دن پہلے ملتان گیا۔ آپ کی کتاب ”تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری“ دیکھی، خریدی اور گھر آ کر مطالعہ کیا۔ مولانا عبدالعزیز کو موی کے تذکرہ میں جناب ندیم کو موی کا مکتوب پڑھا تو مجھے محسوس ہوا کہ یہ واقعات میں اپنے بزرگوں سے سن چکا ہوں۔

در اصل مولانا عبدالعزیز کو جو قطعہ اراضی ملا تھا وہی اس راقم کی جائے پیدائش ہے جس کا اصل نام ”عزیز نگر“ ہے۔ اور لوگوں میں ”رسیدیں“ کے نام سے معروف ہے۔ میرے بڑے بھائی رحمت اللہ زندہ بھرنوے سال ہیں۔ ان سے مراجعت کی تو انھوں نے بھی اس کی تصدیق کی بلکہ مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کے افراد خانہ جو یہاں آ کر آباد ہوئے ان کی پوری تفصیل بھی لکھوا دی، میرے والد صاحب اور چچا نے یہ تفصیل ہمیں بتائی تھی کہ

مولانا عبدالعزیز جب اس رقبہ کو دیکھنے آئے اس وقت یہ رقبہ غیر

میری ایک کتاب کا نام ”تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری“ ہے۔ جو مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ لاہور نے شائع کی ہے۔ اس کتاب میں ”رحمۃ للعالمین“ کے فاضل مصنف حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ کے حالات بیان کیے گئے ہیں۔ کتاب پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ قاضی صاحب کے علوم دینیہ کے استاذ حضرت مولانا عبدالعزیز کو موی تھے جو اصلاً قصبہ کوم کلاں (ضلع لدھیانہ، مشرقی پنجاب) کے رہنے والے تھے۔ اور اس وقت کے مہاراجا پٹیالہ کی درخواست پر پٹیالہ میں آ بسے تھے۔ قاضی صاحب نے وہیں ان سے تحصیل علم کی۔

کتاب کے سلسلے میں مجھے ان کے حالات کی تلاش تھی۔ اس کے لیے میں نے اپنے دیرینہ دوست جناب ندیم کو موی (گوشہ ادب ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی طرف رجوع کیا۔ انھوں نے مہربانی فرمائی اور مجھے مولانا عبدالعزیز کو موی مرحوم و مغفور کے ضروری حالات سے مطلع کیا جو ندیم کو موی کے مکتوب گرامی سمیت کتاب کے ایک مستقل باب نمبر چھ (صفحہ ۷۵ تا ۸۴) میں درج ہیں۔

مولانا عبدالعزیز کو موی اور ان کے مسکن ”عزیز نگر“ کے بارے میں بعض امور کی وضاحت شیخ الحدیث مولانا محمد رفیق اثری صاحب نے حال ہی میں ایک والا نامہ میں فرمائی ہے۔ مولانا اثری کی ذات گرامی میرے لیے بے حد لائق احترام ہے۔ وہ پاکستان کی مشہور درس گاہ دارالحدیث محمدیہ (جلال پور پیر والا ضلع ملتان) کی مسند شیخ الحدیث پر رونق افروز ہیں اور حضرت مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید! درس و تدریس کے علاوہ متعدد علمی اور تحقیقی کتابوں کے مصنف ہیں۔ استاذ

آباد جنگل کی صورت میں تھا اور ہمارے پردادا ”فریدو“ کے مویشی اس میں چرتے تھے۔ گاؤں والی جگہ ان کا باڑہ تھا جس میں گائے، بکریاں، بھیڑیں اور گدھے تھے۔ پردادا مرحوم کی زرعی جائیداد اس وقت کی گورنمنٹ نے ضبط کر لی تھی اور وہ اسے چھوڑ کر اس جنگل میں آباد ہو گئے تھے۔

مولانا عبدالعزیز کی دادا مرحوم نے ضیافت کی جب پتا چلا کہ یہ علاقہ ان کا مملوکہ ہے تو جنگل میں اپنے مویشی چرانے کی اجازت لی، جو انھیں دے دی گئی۔

یہ رقبہ جاکھل سے آگے ”دھمتان“ اسٹیشن سے بہ شمال دو میل دور ہے اور ”ٹوہانہ“ سے چھ میل مشرق میں، اب وہ صوبہ ہریانہ میں شامل ہے اور تحصیل زوانہ ہے..... غالباً ضلع سنگرور۔

۱۹۴۷ء میں تقریباً دو سو گھروں پر مشتمل یہ گاؤں تھا جس میں مختلف برادریوں کے لوگ مزارعین کی حیثیت میں رہ رہے تھے۔ جن میں جاٹ، بلوچ، بھٹی، عاربی، گجر اقوام کے افراد تھے۔ جب کہ گاؤں سے الگ ایک طرف چار اور سنہی بھی آباد تھے۔

گاؤں کے مشرق میں اپنی مدد آپ کے تحت گاؤں والوں نے بہت بڑی مسجد تعمیر کی تھی جس کے تین گنبد تھے اور پانچ چھ میل دور سے نظر آتے تھے۔ ہمارے موروثی باڑے کے نشانات ۱۹۴۷ء میں بھی موجود تھے کہ دادا فریدو کے ایک پڑپوتے ”بارو“ کا وہی قدیمی مشغلہ رہا۔ ۱۹۴۷ء میں تقریباً ایک سو سے زیادہ بکریاں اور پندرہ بیس گائے اس کے باڑے میں تھیں۔ دوسری اولاد نے جن میں میرے والد مرحوم اور دیگر بھی تھے کاشتکاری کی اور کچھ نے تجارت پیشہ اختیار کیا۔ گاؤں میں دو تین دکانیں تھیں جو بنیائے ہندوؤں کی تھیں، وہ زمینداروں اور کاشتکاروں کو سود پر رقم دینے اور فصل پر وصولی کرتے تھے۔

سارے گاؤں کے لوگ رفع المیدین اور آمین کے قائل و فاعل تھے۔ اور مولانا سید مولانا بخش کو موسیٰ رحمہ اللہ اس گاؤں میں آیا کرتے تھے۔ والد صاحب ان کے مواعظ حسنہ کا تذکرہ کرتے تھے۔ وہ شادی بیاہ میں کوم کلاں بھی جایا کرتے تھے۔ اور بھی بہت سی باتیں ہیں اس گاؤں کے حوالے سے مگر آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہ رہا۔ جو گھرانے مولانا عبدالعزیز رحمہ اللہ کے یہاں آباد ہو گئے وہ یہ ہیں:

عزیز نگر
مولانا ضیاء الدین: عبدالرؤف، احمد سعید، سلیم، قادر بخش
گوجراں والا میں متوطن ہوئے۔

عبدالحمید: اسماعیل، عبدالشکور

ان کی اولاد بھی گوجراں والا میں ہے۔

حاجی: عبداللہ: بیگی، عبدالغفور، عبدالودود۔

چک ناگرہ نزد ڈوبہ سنگھ میں

مولانا عبید اللہ: عبدالحمید، عبدالکریم، عبدالسلام

یہ دونوں خاندان سرگودھا میں

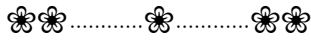
عبدالرحمن: ادربیس، یونس

یہ سب خاندان پاکستان میں آئے اور مذکورہ مقامات پر آباد ہوئے۔ دیگر برادریاں بھی ملک کے اطراف میں پھیل گئیں۔ ہمارا خاندان جو اس وقت تقریباً پچیس گھرانوں پر مشتمل تھا جلال پور پیر والا میں متوطن ہوا۔ اور اب تک یہیں رہائش پذیر ہے۔

امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔ فقط والسلام

محمد رفیق اثری

دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیر والا۔ ضلع، ملتان



حاجی حسین کھل وفات پا گئے

میاں محمد باقر طور رحمہ اللہ کے دیرینہ ساتھی حاجی حسین کھل جھوک دادو طور تاندلیا نوالہ ضلع فیصل آباد ۱۱ محرم ۱۴۳۰ھ بروز جمعہ المبارک ۱۰ سال کی عمر میں وفات پا گئے، انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے اپنی ساری زندگی توحید و سنت کی ترویج کے لیے گزاری۔ وہ مشرکانہ رسومات کے ہمیشہ مخالف رہے اور حق بات بڑی بیباکی کے ساتھ کہتے تھے۔ ان کی نماز جنازہ قاری محمد ایوب نے پڑھائی۔ انھیں جھوک دادو کے قبرستان میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جوار رحمت میں جگہ دے، آمین۔

[شہادت طور، لاہور]

اجتماعی ذمہ داری

محمد سلیم چنیوٹی

اور چار دیواری کا احترام ختم، ڈاکے، ناجائز قتل و غارت، بے انصافیاں جسے جرائم منہ کھولے ہمارے عوام کا جینا حرام کیے ہوئے ہیں۔

انفرادی، ملکی و قومی اور مجموعی طور پر ہمارا معاشرہ زخمی نظر آ رہا ہے۔

یہاں انصاف بکتا، حق کا حصول مشکل بلکہ کسی حد تک ناممکن ہو چکا ہے۔

حکومتیں اغیار کے رحم و کرم پر نظر آتی ہیں۔ اپوزیشن کی نگاہیں حصول

اقتدار پر مرکوز آ رہی ہیں۔ جمہوریت کے اس بے راگ اندھیاروں میں

سستی انسانیت اپنا سکون تلاش کرتی نظر آ رہی ہے۔ خود ساختہ مضبوطی

سلطنت کا خواب دیکھنے والوں کے علم میں ہونا چاہیے کہ ہمارا ہر حکمہ لگاڑ

کے نچلے درجے تک چلا گیا ہے۔ قتل و غارت گری اپنا دامن پھیلا چکی

ہے اور کسی کو کوئی بھائی نہیں دے رہا کہ وہ کہاں چلا جائے اور کیا کرے؟

فلسطین کے مسلمان اسرائیلی حیلہ بازیوں کی بھیٹ چڑھے

ہوئے اور اہل فلسطین اپنے مسلم بھائیوں کی امداد کے منتظر، امت مسلم کو

پکارتے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ آج کوئی ہے جو ان کے زخموں پر مرہم

رکھنے والا ہو، آج ان کے جسموں سے نکلتا خون بند کرنے والا ہو۔ اللہ

ورسول کے ماننے والے ہر طرف موجود ہیں مگر ان مصیبت زدہ بھائیوں

کی مدد میں آگے بڑھنے والا کوئی نہیں دکھائی دے رہا۔

امن عالم کے ٹھیکیداروں، حقوق انسانی کے چمپئن ممالک کے نام

نہاد سربراہوں اور امت مسلمہ کے خون نچوڑنے والے درندہ نما انسانوں

کے غول بار بار حملے کر کے سوئی ہوئی اسلامی حمیت کو کچوکے لگا رہے

ہیں۔ آج امت مسلم میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جیسا بہادر و جاں سپار حکمران

موجود نہیں۔ آج خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسا عظیم سپہ سالار نظر نہیں آ رہا۔

آج عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جیسا حکمران کہیں نظر نہیں آ رہا کہ جن کے

دور میں امن و سکون کا دور دورہ تھا۔ رعیت اپنے تئیں خوش و خرم تھی۔

بے آب و گیاہ صحرا میں ایک آدمی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو لیے

بیٹھا تھا کہ یکا یک ایک بھیڑ یا نمودار ہوا اور اس آدمی کی بکری کے ایک

بچے کو اٹھا کر چلتا بنا۔ یہ صورت حال دیکھ کر بکریاں چرانے والے آدمی

نے فرط جذبات سے آواز لگا دی کہ اے آبادی والو! امیر المومنین عمر بن

عبدالعزیز رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آبادی والوں نے جب یہ آواز سنی اور وہ حیران ہوئے کہ شاید

گدڑ یا پاگل ہو گیا ہے، اسلامی دارالحکومت سے دور اسے کیسے پتا چل گیا

کہ خلیفۃ المسلمین اس دنیا سے چلے گئے ہیں۔ سب لوگ اس گدڑیے

کے گرد کھڑے اسے گھور رہے تھے۔ اس گدڑیے نے ان لوگوں سے

مخاطب ہو کر کہا۔ اے لوگو! میں اپنی بکریوں کو ایک عرصے سے اس جنگل

میں چرا رہا ہوں۔ آج تک یہ بکریاں اور بھیڑیے ایک ہی گھاٹ پر پانی

پیتے نظر آتے تھے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ آج ایک بھیڑیے نے

میرے سامنے ہی ایک بکری کا بچہ اٹھا کر اسے شکار کر لیا ہے۔ چنانچہ

میں نے انداز لگا لیا ہے کہ حضرت عمر اس دنیا سے چل بسے ہیں۔

آج ہم اس واقعے کو دیکھتے ہیں تو چہار سو بیہی صورت حال دندناتی

پھرتی نظر آئے گی کہ ہمارے سکون، ہماری سوچیں، ہمارے اعمال،

ہمارے معاشرے میں کیسے کیسے سانحات، واقعات، دھونس دھاندلیاں،

اسلامی ائمہ کی تفرقہ بازیاں، اپنوں کے خلاف اغیار کی حمایت میں سر تسلیم

خم ہوتے نظر آئیں گے۔ جب حکومتیں، عدالتیں اور انصاف بانٹنے

والے خود بے انصافیاں اور دھاندلیاں کرتے نظر آئیں گے تو اس

معاشرے کو آپ کیا نام دینا پسند کریں گے؟ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ

ہماری معیشت، ہماری بجلی، ہمارے دریاؤں کے پانی کی جگہ خشک ریت

نظر آ رہی ہے۔ ہم نے دیکھا کہ ہمارے ہر طرف لوٹ کھسوٹ، چادر

اسلامی بیت المال کی حفاظت و نگہبانی صحیح طور پر ہو رہی تھی۔ چرند، پرند اور درندے تک بے انصافی نہیں کرتے تھے۔

آج خبریں پڑھنے سے کئی دن طبیعت بوجھل رہتی ہے۔ دل درد مند رکھنے والے احوال امت پر پریشان ہیں۔ ہمارے گناہوں، نافرمانیوں اور غیر اللہ کی محبت کے باعث نہ بجلی کی سپلائی نظر آ رہی ہے، نہ ہمارے ڈیم بن سکے ہیں۔ نہ قتل و غارت، ڈاکے اور چوریاں ہی کم ہوئی ہیں۔ ہر طرف بگاڑ ہی بگاڑ ہے۔ خوفِ خدا کا فقدان ہے۔ ہر محکمہ اپنی ذمہ داریوں سے نا آشنا نظر آتا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟

آئیے!

ہم سب اُس ربِّ قدیر و غفور کے آگے اپنی گناہ گار پیشانیاں جھکا دیں اور اس سے اپنی کھوئی ہوئی اسلاف کی روایات، اسلامی غیرت و حمیت، رواداری و محبت، اپنے اعلیٰ اخلاق کے حکم ران حاصل کرنے کے لیے دست سوال دراز کریں۔ بے شک وہ خالقِ ارض و سما ہمارے حالوں پر رحم فرمائے گا۔

وہ ربِّ جوارِ رحمت الرحمن ہے ضرور ہماری مدد فرمائے گا۔ اجتماعی طور پر ساری امت کے جھکنے کا وقت ہے کہ وہ اپنے مالک و خالق کی رضا مندی حاصل کر لے۔

آہ! ہمیں اللہ کریم توفیق دے کہ ہم اپنی پریشانیوں اور مصیبتوں کو دور کرنے والے کو پہچان لیں اور اس کے در پر گڑ گڑالیں۔

اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو! آمین یا رب العالمین

اہل حدیث کا نفرنس جام پور

مرکزی جمعیت اہل حدیث جام پور کے زیر اہتمام عظیم الشان سالانہ اہل حدیث کانفرنس ۴۔ اپریل ۲۰۰۹ء بروز ہفتہ بمقام جامعہ محمدیہ اہل حدیث منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں جید و مقتدر علمائے کرام خطاب فرمائیں گے، ان شاء اللہ

محمد اسماعیل ساجد، مدیر جامعہ محمدیہ اہل حدیث، جام پور۔

فون: 0333-8556472-73 / 0604-567218

ضرورتِ عالمِ دین

مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ چک ۴۰۵ کمیانہ تحصیل تاندلیا نوالہ ضلع فیصل آباد میں ایک عالمِ دین کی اشد ضرورت ہے۔ خطبہ جمعۃ المبارک، ترجمہ، قرآن پاک کا درس دے سکتے ہوں۔ عالمِ دین اور ان کی بیوی درسِ نظامی سے فارغ ہوں تاکہ گاؤں کی بچیاں ترجمہ قرآن پاک اور ابتدائی کتب پڑھ سکیں۔ رہائش اور معاوضہ معقول دیا جائے گا۔

قاری عبدالخالق: 0306-6004095

قاری عبدالرحمن: 0300-6604950

مرکز رسائل و جرائد کا قیام

دینی، علمی، جماعتی، غیر جماعتی، اصلاحی، ادبی اور معاشرتی رسائل و جرائد سے استفادے کو وسیع پیمانے پر ممکن بنانے کے لیے ایک 'مرکز رسائل و جرائد' کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ اس مرکز سے علماء، طلبہ، محققین، مؤرخین و دیگر افراد کو اپنے مطلوبہ علمی مواد کے لیے سفر کی صعوبتیں اٹھانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ وہ گھر بیٹھے ان رسائل سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے مطلوبہ مواد کی فہرست اور فوٹو کاپی منگوا سکیں۔ رسائل اور جرائد کے اس مرکز میں کتب کے علاوہ رسائل کے موضوعاتی اور مصنف وار اشاریے بھی مرتب کیے جا رہے ہیں جن کی مدد سے کسی موضوع یا شخصیت پر تحقیق کرنے میں نہایت آسانی ہوگی۔ یہ اشاریے پرنٹ کے ساتھ ساتھ انٹرنیٹ پر بھی دستیاب ہوں گے۔

ایسے بزرگ، اصحابِ علم اور علم دوست حضرات جن کے پاس رسائل و جرائد موجود ہوں اور وہ خواہش رکھتے ہوں کہ یہ رسائل ردی میں جانے کی بجائے کسی علمی مرکز کا حصہ بن کر دوسروں کے لیے فائدہ مند ہو سکیں تو وہ ذیل کے پتہ پر اپنے ذخیرہ رسائل کے بارے میں معلومات فراہم کر کے شکریہ کا موقع دیں۔ ان شاء اللہ ان کی یہ خدمت اہل علم و قلم کے لیے معاون و مددگار ہوگی۔

پتہ: ارشاد الرحمن، معرفت 'ایشیا'، A-9/1، رائل پارک لاہور۔

فون: 0334-4238604

فہرست کتب

گوجران والا
۳۲۱۳ء ۲۹۷ محمد صادق سیالکوٹی
ص ۲۱ ح حج مسنون، ص: ۳۲۰، مکتبہ نعمانیہ اردو بازار گوجران والا۔
س، ن

۳۲۱۳ء ۲۹۷/۱ صالح الفوزان، مترجم: سید اشرف حضرت شاہ
ص ۳۱ ب آنچہ را کہ در حج و عمرہ باید انجام داد (فارسی) جامعہ الامام محمد
بن سعود الاسلامیہ الریاض سعودی عرب
۳۲۱۳ء ۲۹۷ مولانا ابوالسلام محمد صدیق سرگودھا
ص ۵۱ م معلم حج، ص: ۲۹، جمال الدین سنز اینڈ کمپنی ریلوے روڈ
لاہور ۱۹۶۷ء

۳۲۱۳ء ۲۹۷ محمد عبدالاعلیٰ محمود
ع ۲۵۵ ر رہنمائے حج و عمرہ، ص: ۱۲۸، الممتاز پبلی کیشنز لاہور ۲۰۰۳ء
۳۲۱۳ء ۲۹۷ عبدالحمید خان
ع ۳۰ ک کتاب الحج، ص: ۲۰۰، فیروز سنز لمیٹڈ لاہور ۱۹۷۳ء
۳۲۱۳ء ۲۹۷ مولانا عبدالوہاب دہلوی
ع ۵۷ اسرار حج، ص: ۸۷، مکتبہ الہلال نظام پورہ بھینڈی
(تھانہ) نزد بمبئی ۱۹۸۴

۳۲۱۳ء ۲۹۷ محمد بن صالح العثیمین رحمہما اللہ
ع ۶۳۵ ف فتاویٰ مکیہ، ص: ۴۵، المکتب التعاونی للدعوة والارشاد فی
الجمعة سعودیہ

۳۲۱۳ء ۲۹۷ حافظ عمران ایوب لاہوری
ع ۹۲۲ حج و عمرہ کی کتاب، ص: ۳۱۷، فقہ الحدیث پبلی کیشنز لاہور
جولائی ۲۰۰۵ء

۳۲۱۳ء ۲۹۷ غلام مصطفیٰ علوی نور پوری
ع ۸۹۵ م مناسک الحج، ص: ۲۶۶، شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم عثمانیہ
لاہور۔ س، ن

۳۲۱۳ء ۲۹۷ محمد بن صالح العثیمین رحمہما اللہ، مترجم: ابو عاصم محبوب احمد
ع ۶۳۵ حج و عمرہ، ص: ۹۳، دارالاندلس چوبرجی لاہور۔ س، ن
۳۲۱۳ء ۲۹۷ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہما اللہ، مترجم: شیخ محمد ابراہیم زاہد

۳۲۱۳ء ۲۹۷ ابوالقاسم حفیظ الرحمن لکھوی
ح ۵۹۴ کتاب الحج الوسیط، ص: ۳۵۲، جمعیت انصار اللہ لاہور۔
س، ن

۳۲۱۳ء ۲۹۷ سید مظہر حسین رضوی سلفی
ح ۵۳ ہمارے امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا حج بیت اللہ،
ص: ۳۸، مدرسہ تجوید القرآن رحمانیہ اہل حدیث اسلامیہ
پارک لاہور ۱۹۹۷ء

۳۲۱۳ء ۲۹۷ ایم۔ اے حسن
ح ۴۱ ر ہبر حج و عمرہ مسائل و معلومات، ص: ۳۳۹، مسعود اے
حسن ساؤتھ ہال ٹڈل سکس، لندن ۲۰۰۵ء

۳۲۱۳ء ۲۹۷ عبدالعزیز راشد
ع ۲۷ ف فلسفہ قربانی و مسائل عید الاضحیٰ، ص: ۴۸، منہاج السنہ الحمدیہ
نارکار لونی فیصل آباد ۱۴۲۷ھ

۳۲۱۳ء ۲۹۷ محمد بن جمیل زینو، مترجم: محمد طیب محمد خطاب بھاروی
ع ۲۷ ط نبی کریم ﷺ کا طریقہ حج، ص: ۱۰۲، المکتب التعاونی
للدعوة والارشاد فی المجمعة ۱۴۱۶ھ

۳۲۱۳ء ۲۹۷ ڈاکٹر شفیق الرحمن
ش ۶۱ ج جانور ذبح کرنے کا اسلامی طریقہ جدید سائنسی حقائق،
ص: ۴۰، جامع مسجد عمر فاروق رحمہما اللہ اشفاق انعام الہی روڈ ملیر
کراچی۔ س، ن

۳۲۱۳ء ۲۹۷ محمد صادق سیالکوٹی
ص ۲۱ ق قدیل حج، ص: ۱۹۲، نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔
س، ن

۳۲۱۳ء ۲۹۷ فاروق اصغر صارم
ص ۲۲ ح حج رسول ﷺ، ص: ۹۶، ادارہ احیاء تحقیق الاسلامی

ع ۴۱ ح حج وعمرہ اور زیارت مسجد نبوی شریف، ص: ۱۵۶، دار الہدیٰ ان للنشر والتوزیع الرياض

۳۲۱۳ء ۲۹ میاں عبدالمعید (مجموعہ ۶ کتب)

ع ۵۳ ن ① نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق مختصر طریقہ کار حج،

ص: ۲۴، ادارہ الاعتصام شیش محل روڈ۔ لاہور

② بتیان الحج قاضی محمد سلیمان سلمان

③ حج نبوی ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ، مترجم: محمد صادق

خلیل

④ حج نبوی مع اسرار حج وادعیہ حج مولانا عبدالوہاب

دہلوی

⑤ مسائل حج وعمرہ عبدالعزیز بن باز

⑥ رہبر حج الحاج فضل الرحمن

۳۲۱۳ء ۲۹ ڈاکٹر صالح بن فوزان بن عبد اللہ الفوزان، مترجم: ڈاکٹر

سمیر عبد الحمید ابراہیم

ف ۱۸۷۷ اعمال حج وعمرہ، ص: ۶۴، ادارۃ الثقافة والنشر ۱۹۹۹ء

۳۲۱۳ء ۲۹ مولانا مفتی فیض الرحمن صاحب فیض

ف ۹۷ ق ارشاد احمد مینا اینڈ کمپنی پونی ہند۔ س، ن

۳۲۱۳ء ۲۹ مولانا محمد منیر قمر صاحب

ق ۱۷ س سوئے حرم، ص: ۶۵۸، مکتبہ کتاب وسنہ ریحان چیمہ ضلع

سیالکوٹ ۱۹۹۵ء

۳۲۱۳ء ۲۹ مولانا مناظر احسن صاحب گیلانی

م ۱۷ د در نبوت کی حاضری، ص: ۸۰، مجلس نشریات اسلام ناظم

آباد کراچی ۱۹۸۱ء

۳۲۱۳ء ۲۹ مولانا وحید الدین خان

و ۴۴ ح حقیقت حج، ص: ۱۱۳، المکتبہ الاشرفیہ جامعہ اشرفیہ لاہور

۳۲۱۳ء ۲۹ حافظ صلاح الدین یوسف

ی ۷۷ ف فضائل عشرۃ ذالحجہ اور احکام ومسائل عید الاضحیٰ، ص: ۴۸،

دار السلام لاہور۔ س، ن

زکاة کے مسائل

۳۲۱۴ء ۲۹ عبدالعزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ

ب ۱۸۲ م مسائل زکاة وصوم، ص: ۱۱۵، دار الداعی للنشر والتوزیع

الرياض اگست ۱۹۹۹ء

۳۲۱۴ء ۲۹ عبدالعزیز بن عبد اللہ بن باز رحمہ اللہ، مترجم عبدالستار الحمد

ب ۱۸۲ ف فریضہ زکاة اور اسلام، ص: ۱۵، مرکز الدراسات الاسلامیہ

ملتان

۳۲۱۴ء ۲۹ منیر احمد خلیلی

خ ۷۳ ل اتفاق فی سبیل اللہ، ص: ۲۴۸، ادارہ مطبوعات سلیمانی اردو

بازار لاہور ۲۰۰۲ء

۳۲۱۴ء ۲۹ منیر احمد خلیلی

خ ۷۳ ل اتفاق فی سبیل اللہ، ص: ۲۴۴، حسن البنا اکیڈمی راولپنڈی

جنوری ۱۹۸۴ء

۳۲۱۴ء ۲۹ عبدالعزیز الحمد السلمان، مترجم: عبد اللہ ناصر رحمانی

(مجموعہ ۸ کتب)

س ۸۴ خ خلاصہ احکام الزکاة کتاب وسنت کی روشنی میں، ص: ۱۱۲،

المکتبۃ الرحمانیہ کراچی

⑤ نظام زکوة وعشر کے نفاذ میں ایک تاریخی غلطی امان

اللہ لک

⑥ ٹیکس زکاة وعشر میاں فضل حق

⑦ ولادت رحمت دوعالم ﷺ پر جشن منانے کا صحیح طریقہ،

حافظ عبد الحمید ازہر

⑧ مقالہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کا قرآنی مقام حافظ گوہر دین

⑨ مسئلہ وسیلہ کی شرعی حیثیت مولانا محمد صادق سیالکوٹی

⑩ دین میں غلو مولانا عبد الغفار حسن

⑪ اذان سحر مولانا معین الدین صاحب

۳۲۱۴ء ۲۹ حافظ شاہد محمود باجوہ

ش ۲۸ ل اتفاق فی سبیل اللہ قرآن وحدیث کی روشنی میں، ص: ۱۰۰،

مرکز الدعوة التوحید اسلام آباد ۲۰۰۲ء

۲۹ء۳۲۱۴ مولانا ابوالسلام محمد صدیق

ص ۵۹ ز زکاة اور عشر، ص: ۴۰، جامعہ علمیہ ڈی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

۲۹ء۳۲۱۴ مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان

ص ۵۳ ت تعلیم الزکوة، ص: ۱۶، دارالدعوة السلفیہ شیش محل روڈ لاہور

۲۹ء۳۲۱۴ مولانا عبدالرشید

ع ۳۶۵ م مسائل زکوة، ص: ۳۲، عبدالقیوم ملک نگران مدرسہ تجوید

القرآن رحمانیہ پونچھ روڈ لاہور

۲۹ء۳۲۱۴ مولانا مفتی رفیع عثمانی صاحب

ع ۶۳ ل احکام الزکوة، ص: ۶۴، ادارۃ المعارف کراچی نمبر ۱۴

جنوری ۱۹۷۹ء

۲۹ء۳۲۱۴ مولانا فضل الرحمن بن میاں محمد

ف ۶۹ ل انکم ٹیکس کی شرعی حیثیت، ص: ۴۸، تحریک اسلامی صنعت

وتجارت لاہور

۲۹ء۳۲۱۴ یوسف القرضاوی

ق ۵۲ ف فقہ الزکوة، جلد البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور

۲۹ء۳۲۱۴ محمد اقبال کیلانی

ک ۹۴ ز زکوة کے مسائل، ص: ۹۴، حدیث پبلی کیشنز شیش محل روڈ

لاہور

۲۹ء۳۲۱۴ ابو یوسف نظامی

ن ۵۹ ن نظام زکوة اور سالانہ بحث، ص: ۱۷۶، حسن اینڈ سنز کچہری

روڈ لاہور

۲۹ء۳۲۱۴ حافظ صلاح الدین یوسف

ی ۷۷ ز زکوة عشر، صدقہ الفطر، فضائل احکام ومسائل، ص: ۱۳۵،

دارالسلام لاہور

جہاد کے بارے میں

۲۹ء۳۲۱۴

جہاد فی سبیل اللہ، ص: ۱۴۶، شعبہ تجزیہ و تحقیق پاکستان

ملٹری اکادمی کالول ۱۹۸۹ء

۲۹ء۳۲۱۵

جہاد اور مجاہدین کی فضیلت، ص: ۳۰

۲۹ء۳۲۱۵ ادارہ اخبار ملی، مترجم: ڈاکٹر خالد ظفر اللہ

(۳۱۵ ج) جہاد کے بارے میں آیات قرآنیہ و احادیث صحیحہ،

ص: ۲۳۲، مکتبہ اسلامیہ بھوانہ بازار فیصل آباد نومبر ۱۹۹۸ء

۲۹ء۳۲۱۵ ڈاکٹر سید محمد اقبال

(۶۰ ل) اسلامی انقلاب، سازگار حالات اور چند بنیادی باتیں،

ص: ۸۸، تنظیم انقلاب اسلامی کراچی۔ س، ن

۲۹ء۳۲۱۵ اسامہ بن لادن

(۵۷ ج) حریم کی مقبوضہ سرزمین پر غاصب امریکیوں کے خلاف

اعلان جہاد، ص: ۳۶

۲۹ء۳۲۱۵ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ، مترجم: پروفیسر چوہدری

عبدالحفیظ

(۱۲۳ د) دعوت و عزیمت، ص: ۸۸، بیگم رضیہ شریف ٹرسٹ

شادمان کالونی لاہور

۲۹ء۳۲۱۵ ڈاکٹر رانا محمد اسحاق

(۸۷ ج) الجہاد، ص: ۴۸، ادارہ اشاعت اسلام اقبال ٹاؤن لاہور

اپریل ۲۰۰۰ء

۲۹ء۳۲۱۵ مولانا محمد مسعود اظہر

(۵۲ ب) بنیاد پرستی، ص: ۱۶، حرکت الانصار پاکستان

۲۹ء۳۲۱۵ دکتور سلیمان بن عبداللہ ابوالخیل، مترجم: حافظ مقصود احمد

س ۸۹ ل اسلام میں متناثرین جنگ کی حمایت، ص: ۶۰، مرکز دعوة

التوحید اسلام آباد ۲۰۰۶ء

۲۹ء۳۲۱۵ ابوالنعمان سیف اللہ

س ۹۶ ز زاد المجاہد، ص: ۴۷۲، دارالاندلس مرکز الدعوة والارشاد

لاہور ۲۰۰۰ء

۲۹ء۳۲۱۵ نواب سید محمد صدیق الحسن خان، مترجم: عبدالصبور ایم۔ اے

ص ۵۳ غ غزوہ، شہادت اور ہجرت کے احکام، ص: ۳۷۵، نعمانی

کتب خانہ اردو بازار لاہور اگست ۲۰۰۲ء

کلام اللہ کے فضائل و محامد علامہ اقبالؒ کی نظر میں

(۴)

آں جگر ناب بیابان کم آب	چشم او احمر ز سوز آفتاب
وہ دشت کم آب کا پیاسا مسافر	جس کی آنکھیں سورج کی گرمی سے سرخ رہتی ہیں
خوشر از آہو رمِ جمازہ اش	گرم چوں آتش دمِ جمازہ اش
جس کی اونٹنی کی رفتار ہرن کی چال سے دلکش ہے	اور جس کی اونٹنی کا سانس آگ کی طرح گرم ہے
رختِ خواب افگندہ در زیرِ نخیل	صبح دم بیدار از بانگِ رحیل
جو بکھوروں کے نیچے بستر بچھا کر سو جاتا ہے	اور وقت صبح جس کی آواز سے بیدار ہوتا ہے
دشتِ سیر از بام و در نا آشنا	ہرزہ گردد از حضر نا آشنا
جو آبادیوں سے دور سفر صحرا میں مصروف رہتا ہے	اور اس سفر میں آرام و قیام سے بے خبر ہے
تا دُش از گرمی قرآن تپید	موجِ بے تابش چو جوہر آرمید
جب سے اس کا دل گرمی قرآن سے بے چین ہوا	اس کی بے تاب موج موتی کی طرح راحت پذیر ہو گئی
خواند ز آیاتِ مبین او سبق	بندہ آمد خواجہ رفت از پیش حق
قرآن کی آیات سے اُس نے زندگی کا سبق پڑھا	وہ پہلے غلام تھا اور حضورِ حق سے آقا بن کر گیا
از جہاں بانی نوازد سازِ او	مسند جم گشت پا اندازِ او
اس کے ساز نے حکومتِ جہان بانی کے نغمے پیدا کیے	اور جمشید کی مسند بھی اس کا پا انداز بن گئی
شہر ہا از گردِ پائش ریختند	صد چمن از یک گلشن اگیختند
اس کی گردِ پا سے بے شمار شہر جھڑے	اور اس کے ایک پھول سے سو چمن پھوٹ نکلے